

# شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز  
جانب مشرق بہرہ و پنجاب

تحت ادارہ

حضرت مولانا غلام احمد صاحب بگوی

سالانہ چندہ

ڈیڑھ روپیہ

امیر حزب الانصار مجید

پزیر

نائب مدیر

فقار احمد بگوی







# مشتمل علی

عزت  
مقام اشیا

جامع مسجد بحیرہ (پنجاب)

## جلد بابۃ ماہ اکتوبر ۱۹۳۸ء ماہ شعبان ۱۳۵۷ھ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	ملاحظات	۲
۲	حضرت عیسیٰ ابن مریم کا رفع آسمانی	۵
۳	سورہ فیل کی تفسیر اور علامہ قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ)	۹
۴	آخری نبی	۱۳
۵	بنگش سنی اور کلب علی شیعہ کی بیویوں کا ملاقات	۱۵
۶	حضرت عیسیٰ ابن مریم کی آمد ثانی	۱۹
۷	صدائے درد	۲۳
۸	کشف التلبیس رحمتہ دوم السبلۃ شاعت	۲۵
	ادارہ	
	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری	
	جناب مولانا محمد عالم صاحب آسی امرتسری	
	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری	
	آرخان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش	
	مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری	
	جناب مولانا محمد حسین صاحب شوق پیلاوی	
	جناب حضرت مولانا سید حسین صاحب دیوری	

# ملاحظات

جریدہ شمس الاسلام کو جاری ہوئے آٹھ سال اور اب گزر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں مذہب حق اہل سنت و جماعت کی حمایت اور قلم ہائے باطلہ کی تردید میں اس کی شاندار خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ دور حاضرہ میں جریدہ و صحائف کے بغیر کسی قوم یا ملت کا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔ اعدائے اسلام کے صد ماجراؤں کو نفوذ و الحاد کی ترویج کے لئے زہریلا و گندہ لطیفہ تقسیم کر رہے ہیں۔ اہل سنت کے قلوب میں اپنی ہستی کی تباہی کے لئے آج تک کما حقہ احساس پیدا نہیں ہوا۔ مغربیت و شریت میرزاویت اور رفض کے سیلاب کو مد نظر رکھتے ہوئے جریدہ مذکورہ خدمت و اخبار کی صورت میں شائع کرنے کا مسئلہ ارکان حزب الانصار کے زیر غور ہے۔ جملہ قارئین کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی آراء سے مدبر جریدہ کو مطلع فرمائیں۔ ہفتہ وار شائع ہونے کی صورت میں بجائے ڈیڑھ روپیہ سالانہ کے تین روپیہ سالانہ چنیدہ مقرر ہوگا۔ اگر ہمارے معاونین نے حوصلہ افزائی کا کام لیا۔ تو جریدہ کا ہر ہفتہ شائع ہونا محال امنہ نہیں ہے۔ حالات کی نزاکت اور وقت کی اہم ذمہ داریوں کے پیش نظر سہ ماہی معاونین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جلد از جلد اپنے مشورہ سے ہماری امداد فرمائیں۔

**عرض حال** دارالعلوم عزیزیہ کے طلبہ کا سالانہ امتحان یکم شعبان ۱۳۵۵ھ کو کیا گیا۔ نتائج کے لحاظ سے دارالعلوم کی حالت ترقی پذیر معلوم ہوتی ہے۔ اس سال حب ذیل کتب دارالعلوم میں پڑھائی گئی ہیں اور ان کے امتحانات بھی ہو چکے ہیں۔

مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ شرح معانی الآثار (طحاوی) ہدایہ اولین۔ ہدایہ آخرین۔ توضیح تلویح۔ اصول شاشی مسلم الثبوت۔ شرح نخبۃ الفکر۔ ریضاوی شریف۔ مطول۔ مختصر معانی۔ شرح عقائد خیالی۔ کنز الدقائق۔ شرح جامی۔ تین متین۔ کافیہ۔ عبد الغفور۔ نحو۔ قاضی مبارک۔ حمد اللہ۔ امور عامہ۔ ملا حسن۔ صدر۔ شرح خمینی۔ کتاب البصرت۔ زراوی۔ دستور المتذکر۔ سراچی۔ مالابیت۔ شرح تہذیب۔ رسالہ قطبیہ۔ قطبی۔ میر میندی۔ شمس باز۔ الفیہ۔ علم الصیغہ۔ نور الایضاح۔ فذوری۔ حسابی۔ جلالین۔ فضول اکبری۔ جہیز۔ کیری۔ ایسا غوجی۔ قال قول۔ میر ایسا غوجی۔ سرفا۔ رشیدیہ۔ بوستان ابواب البصرت۔ قانونیہ کیوادی۔ زبانی۔ مراجع الارواح۔ مقامات تحریری۔ گلستان۔ کریا۔ نام حق۔ نور الانوار۔ شرح مائتہ عامل۔ ہدایت النحو۔ کتاب النحو۔

۱۲ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ سے ۵ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ تک دارالعلوم بوجہ تعطیلات بند رہیگا۔ مگر تعلیم القرآن کا سلسلہ جاری رہیگا۔ آئندہ سال کے لئے جو طلبہ دارالعلوم میں داخل ہونا چاہیں وہ ۵ شوال کو بھیرہ جامع مسجد میں پہنچ جائیں۔

۲۷/رجب ۱۳۵۷ھ کو بوقت صبح قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر والا درس اختتام کو پہنچا۔ چار سال کے عرصہ میں قرآن مجید کے ترجمہ کا درس تکمیل پذیر ہوا۔ اس خوشی کے موقع پر مسجد میکہ والہ میں مسلمان بھیرہ کا اجتماع ہوا جس میں شیخ سنی بھی تقسیم کی گئی۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کی اہمیت پر مختصر تقریر بھی ہوئی۔ یکم شعبان سے دوبارہ قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز کیا گیا ہے فالحمد للہ علی ذلک

۲۸/رجب کو تقریب معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد بھیرہ میں بسر رہتی مجلس مرکزیہ حزب الانصار ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ شہر میں جوش انصار پر مشتمل شاندار جلوس نکالا گیا۔ جلسہ میں مولانا محمد قاسم صاحب، حاجی افتخار احمد صاحب، مولانا عبدالرحمن صاحب۔ و امیر حزب الانصار کی حقائق افروز تقاریر ہوئیں۔

ماہ ستمبر میں مولوی حبیب اللہ صاحب مبلغ حزب الانصار نے پیٹھ داؤخان۔ کھیوڑہ۔ چوہاسین شاہ، دوامیال ڈوال، تترال۔ کلہاڑ، بھوچال وغیرہ کا دورہ کیا۔ اور کلہاڑ میں قادیانی مبلغ مولوی اسماعیل دیال گڑھی کیساتھ دعاوی میز پر کامیاب مناظرہ کیا۔ مولوی منیر شاہ صاحب نے اس عرصہ میں اجالا ضلع اتر سرسنگھل۔ اور تحصیل بھلوال کے چلوک کا دورہ کیا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے پندرہ روز جینوٹ میں رہ کر احکام الہی کی تبلیغ میں اپنا وقت صرف کیا۔ حضرت امیر حزب الانصار ماہ ستمبر میں بے حد مصروف رہے۔ آپ نے شاہ پور صدر۔ پیٹھ داؤخان۔ شملہ۔ انبالہ۔ جالندھر۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ ایبٹ آباد۔ لالہ موسیٰ۔ دھڑ بالہ جالب۔ میانوالی و دیگر مقامات کا دورہ فرمایا۔ اور کئی جگہ اپنی تقاریر سے عقائد حقہ کی اشاعت کی۔ اور فرقہ باغی باطلہ کی تردید کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کیا۔

**مناظرہ لالہ موسیٰ**  
لالہ موسیٰ سے نصف میل کے فاصلہ پر موضع دیرو وال میں ۲۵/۲۶ ستمبر کو میزبانوں کے ساتھ اہل اسلام کا شاندار مناظرہ میزبانوں کی طرف سے محمد سلیم، و عبدالرحمن خاں، بی۔ اے نے مناظرہ کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت امیر حزب الانصار نے دعاوی میز پر مناظرہ کیا۔ میزبانی مناظرہ جوت رہ گیا ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر مولانا حافظ محمد شفیع صاحب سکھتوی نے کامیاب مناظرہ کیا۔ اسلامی مناظرہ کے دلائل کا کوئی جواب میزبانی مناظرہ دے سکے۔ خاتمہ پر سہمی شیر خان ولد محمد شفیع متعلم ہے، وی کلاس لالہ موسیٰ نے میزبانی سے توبہ کا اعلان کیا۔ اور علاقہ بھر کے مسلمان آئندہ کیلئے میزبانی فتنہ سے محفوظ ہو گئے فالحمد للہ علی ذلک

علمی جواہر گزشتہ چار پانچ سال کے رسائل شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں یہ رسائل بہت جلد نایاب ہو جائینگے اور پھر کس قیمت پر نہ مل سکیں گے، رعایتی قیمت ۲۰ روپیہ پرچہ۔ ملنے کا پتہ (مینجر شمس الاسلام بھیرہ پنجاب)

# عالم باعمل سے خطاب

اے چراغِ ملت بیضا تو ہے شمعِ ہدیٰ  
اس لئے کہتے ہیں تجھ کو جانشینِ انبیاء  
کشتیِ مسلم کا مثلِ نوح ہے تو ناخدا  
دولتِ ایمانِ مسلم ظالموں سے تو بچا  
قوم کو بھولا ہوا درسِ عملِ جلدی پڑھا  
یا الہی خیر ہو بیٹھے ہیں گردن کو جھکا  
پر نظر آتا نہیں امت کا کوئی خیر خواہ  
قومِ ڈوبے ڈوبے دو خود تو کرتے ہیں مزا  
کارواں کے دل سے احساسِ زبانی جاتا رہا

اے امامِ المسلیں اے رہنما و پیشوا  
تیرا سینہ کیا ہے گویا مخزنِ علم و کمال  
آہِ تلامذہ خیز طوفانِ موجزن ہیں چار سو  
گلشنِ اسلام کے پیدا ہوئے ہیں راہزن  
چھوڑ کر درس ہدایا آج نے درسِ جہاد  
ہر طرف سے دی رہی جھونکے ہوئے شیطنت  
مرشدانِ نان و حلوا آج پیدا ہو گئے  
لے رہے انگریزیاں ہیں مرشدانِ خود منا  
کیوں نہ ڈوبے قوم کیا اچھا کہا اقبال نے

یا الہی عرق ہوں یہ مرشدانِ خود پرست  
سوزِ دل سے مانگتا ہے آج قاصر یہ دعا  
بہارِ شمسِ اسلام بھیرو

**آفتابِ بدایت**، مؤلفہ شمس الاسلام مولانا ابوالفضل حمید اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت کا مل طور پر واضح کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعنِ شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائلِ شیعہ کے اصول و فروعِ اہلسنت کی صداقت پر قرآنِ حدیث احوالِ ائمہ سادات رکتِ شیعہ کے حوالہ سے (پزیردست دلائلِ بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابل میں زبردست حریف کا کام دیتی ہے مجتہدینِ شیعہ اس کے جواب سے عاجز آچکے ہیں۔ شیعوں کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں۔ ریت تین روپے)

**برقِ آسمانی بر خرمنِ قایمانی** یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقینِ تصحک گئے تھے الحمد للہ لکڑیوٹین سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں چار ماہ سے مولانا ظہور احمد صاحب گبوی کی یہ معجزہ آرا تصنیف میزراہوں کا ناظرہ بنا کر دی گئی۔ شائقین بہت جلد طلب فرمادیں ورنہ ایڈیشن ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔

قیمت لاگت کے برابر صرف ۸

ملنے کا پتہ منیجر شمس الاسلام بھیرو (پنجاب)



حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ، حضرت نبی کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کیا ہے۔  
میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کے کسی رسول اور اللہ کے کسی بنی نے اپنے دعوے کی بنیاد اپنے سے کسی پہلے رسول  
و نبی کی وفات پر نہیں رکھی ہے بلکہ کسی مسلم یا مومنین اللہ اور مجبور نے بھی اپنے دعوے کی بنیاد اپنے سے  
کسی پہلے بزرگ کی وفات پر نہیں رکھی ہے۔

مزرائی، ہم لوگ ہر جگہ ہر منظرے میں پہلے وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر بحث کرتے ہیں۔  
مسلمان (۱) معیار صداقت و معیار نبوت وہ کسوی ہے جو خدا کے سب انبیاء و رسول کیلئے ہو۔ مثلاً مسیح بولنا۔  
امانت دار ہونا۔ خیانت نہ کرنا۔ پاک زندگی بسر کرنا۔ داعی امراض، مثلاً جنون۔ مرگی۔ مانیخو یا سودا مرزا ہٹیر یا  
(یعنی باؤ گول) سے پاک ہونا۔ داع اور حافظہ کا صحیح اور اعلیٰ ہونا۔ کفار کی حکومت سے نہ ڈرنا۔ مشرک اور  
کفار کی حکومت کا خود کاشتہ۔ پورا نہ ہونا۔

(۲) میں نے مزار قادیانی اور ان کے مریدوں کی کتابوں۔ رسالوں۔ اخباروں کو پڑھا ہے اور اچھی طرح پڑھا ہے وہ لوگ  
خدا کیلئے، رسول خدا علیہ السلام کیلئے، قرآن کریم کیلئے اور دین اسلام کے لئے اس مسئلہ وفات حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام پر بحث نہیں کرتے ہیں بلکہ محض اسلئے بحث کرتے ہیں تاکہ مزار اعلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے  
لئے راہ صاف کیا جائے حالانکہ قرآن مجید کی کسی آیت میں کسی صحیح حدیث نبوی میں کسی صحابی کو کسی تابعی کے قول  
میں یہ نہیں آیا ہے، کہ ایک ثیل عیسیٰ اس امت میں سے آئیگا۔  
بھلا قرآن مجید کی تفسیر کے اصول کیا ہیں۔

مزرائی مجھے معلوم نہیں ہے، ہم لوگ توصف وفات مسیح پر ناظرہ کرنا جانتے ہیں اور دن رات اسی پر زور دیتے ہیں آپ  
ہی فرمائیے۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر کے کیا اصول ہیں۔

مسلمان (۱) قرآن شریف کی تفسیر یوں ہوتی ہے کہ پہلے قرآن مجید کو قرآن مجید ہی سے بیان کرے، اس لئے کہ جو بات  
ایک جگہ قرآن پاک میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

(۲) اسی طرح جو تفسیر قرآن مجید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے بلکہ وہی  
تفسیر ساری امت پر حجت ہے

(۳) جب تفسیر قرآن شریف کی قرآن و حدیث سے ماخذ نہ لگے تو پھر صحابہؓ کے اقوال سے لینا چاہئے۔

(۴) جب تفسیر قرآن شریف کی قرآن پاک یا سنت صحیحہ یا قول صحابی میں نہ ملے تو اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ تابعین کے قول کو لیوئے

(۵) جب قرآن شریف کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اول قرآن پاک ہی سے کرے، پھر سنت مطہرہ سے۔ پھر

قول صحابی رض سے پھر اجماع تابعینؓ سے پھر لغت عرب سے یہ پانچ مرتبہ ہوئے اپنی طرف سے ہرگز کوئی



بات نہ کرے اگرچہ اچھی ہی کیون نہ ہورائے سے تفسیر کرنے والے کو جہنمی فرمایا ہے

مرزائی یہ اصول اہل سنت کی کن مقبر تفسیروں میں ہیں۔

مسلمان، امام، حافظ، مفسر، مورخ، عماد الدین، ابو القدا، اسماعیل بن عمر ابن کثیر، القرشی، الد شقی کی تفسیر کے جلد اول کے صفحہ ۱۷۹ اور خلب نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم وغفور کی تفسیر ترجمان القرآن مطبوعہ ۱۳۰۷ھ مطبع احمدی لاہور کی جلد اول کے صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱ پر یہ اصول لکھے ہیں آپ یہ تو فرمائیے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے،

مرزائی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہمارے فرقہ کے بانی کا یہ عقیدہ ہے۔

- (۱) ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے راجعاً الحکم قادیان موضع ۲۲ جون ۱۹۰۱ء
- (۲) حضرت مسیح علیہ السلام نے ہمیں باتیں کیں (ترباق القلوب)
- (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر کھینچا گیا (کتاب مسیح ہندوستان میں)
- (۴) مریم عیسیٰ کے استعمال سے حضرت مسیح کے زخم چند روزیں اچھے ہو گئے۔
- (۵) ملک کشمیر کے شہر سرنگر کے محلہ غانیان میں جو شہزادہ یو آسف کی قبر ہے وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قبر ہے۔

راز حقیقت ص ۱۷۹، ص ۱۸۰

مسلمان (۱) قرآن مجید کی کسی آیت مبارکہ کسی صحیح حدیث نبوی کسی صحابی رض کے قول، اور کسی تابعی کے قول میں یہ نہیں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو یودنا مسعود نے صلیب پر چڑھایا تھا۔

(۲) قرآن مجید کی کسی آیت مبارکہ کسی صحیح حدیث نبوی کسی صحابی رض کے قول، اور کسی تابعی کے قول میں یہ نہیں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو یودنا مسعود نے صلیب پر چڑھایا تھا۔

(۳) قرآن مجید کی کسی آیت مبارکہ کسی صحیح حدیث نبوی کسی صحابی رض کے قول، اور کسی تابعی کے قول میں یہ نہیں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قبر شہر سرنگر (ملک کشمیر) میں ہے۔

مرزائی کتاب استیعاب سے کتاب مدارج النبوۃ میں روایت نقل ہوئی ہے کہ بعد نزول سورۃ نساء میں آیت و ما صلیوہ وارد ہوئی ہے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (جو بدری صحابی سے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد ہو کر موقوفش والی اسکندریہ کے پاس جو عیسائی تھا نامہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر گئے۔ تو موقوفش نے ان سے یہ اعتراض کیا کہ اگر تمہارا صاحب نبی ہے تو اس نے کیوں خدا سے دعائے کی کہ اس کو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑتی اس پر حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی تھے انہوں نے کیوں دعائے کی کہ وہ دار پر نہ کھینچے جاتے۔

اگر حضرت عیسیٰ وارپڑھنے ہی نہ گئے تھے بلکہ آپ نے صلیب کی شکل ہی نہ دیکھی تھی۔ تو حضرت حاطبؓ جو ایک بدیہی صحابی بنی اور رسول اللہؐ کے قاصد ہیں ایک عیسائی بادشاہ کے سامنے یہ کیوں فرماتے۔ کہ "حضرت عیسیٰ نے کیوں دعا مانگی کہ وارپڑھنے نہ جائے"۔

معلوم ہوا کہ یہی معنی اس آیت کے ہیں۔ کہ صلیب پر چڑھانے کی یہاں تردید نہیں۔ بلکہ صلیب پر مارنے کی تردید ہے (اختیار پیغام صلح لاہور جلد ۱ نمبر ۱۲، موزعہ ۲ صفحہ ۱۳۲، حصہ ۳ کا خلاصہ مطلب)

مسلمان کتاب استیعاب کی جلد اول کے ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶ پر ہے۔

”قال رحاطب بن ابی بلتعہ، بخنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المقوقش ملک الاسکندریہ قال فحجتہ بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزلنی فی منزله وافت عندہ لینالی ثم بعث الی وقد جمع بطارقتہ وقال انی سائلک عن کلام فاجب ان تفہم عنی قال قلت علمہ قال اخبرنی عن صاحبک الیس ہونی قلت بل ہو رسول اللہ قال فعالمہ حیث کان ہکذا المرید علی قومہ حیث اخرجوہ من بلدہ الی غیرہ قال قلت لہ فعیسیٰ بن مریم الیس تشهد انہ رسول اللہ قال بلی قلت فمالہ حیث اخذہ قومہ فاراد صلیبہ ان فی یکون دعا علیہم بان یدلکھم اللہ حتی رفعہ اللہ الیہ السماء الدنیا فقال لی انت حکیم قد جلع من عند حکیم“

(۲) کتاب معجزات بنی الوری اردو ترجمہ دوم جلد حضا لٹس کرے مطبع شمس المطابع حیدرآباد دکن یہ سہتی نے حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت کی ہے کہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مقوقش ملک اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ حاطب نے کہا میں رسول اللہ کا نام لے کر اس کے پاس گیا اس نے اپنے مکان میں مجھ کو ازارا اور میں اسکے پاس ٹھہر گیا۔ پھر اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا اور اس نے اپنے بطریقوں کو جمع کیا اور مجھ سے کہا کہ میں تم سے ایک کلام کے ساتھ کلام کروں گا۔ اور میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ تم مجھ سے اس کلام کو سمجھ لو حاطب نے کہا میں نے مقوقش سے کہا کہ اس نے کہا تم اپنے صاحب کی مجھے خبر دو کیا وہ بنی نہیں ہے۔ میں نے کہا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اس نے کہا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے وہ بنی تھا۔ اسکی قوم نے اس کو اس کے شہر سے غیر شہر کی طرف نکال دیا اس نے ان پر دعائیں کی۔ حاطب نے کہا میں نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم جو ہیں کیا تم شہادت نہیں دیتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہو گیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو پکڑا اور یہ ارادہ کیا کہ ان کو سوئی پر چڑھا دیں اس وقت عیسیٰ کو پھا سے تھا کہ ان پر یوں بددعا کرتے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے غر جہل ہلاک کر دے انہوں نے بددعا نہیں کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

# سورہ فیل کی تفسیر اور علامہ فرہادی

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

برحال مخالفین اسلام اس باہمی شکمش اور اختلافات یا مکذیب و توہین دیکھ کر کمال خوشی سے چھوڑے نہیں ساتے اور اپنے مجالس مذہبی کھلے الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ ہم ہی چاہتے تھے کہ مسلمان اپنے ہاتھ سے ہی اپنے قرآنی مضامین کو تبدیل کر لیں اور غیر مذاہب میں جذب ہو کر اپنی قوت جذبہ کو کھو بیٹھیں سو وہی ہو اور ہم اپنی چال میں کامیاب ہو کر مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کر دیا ہے کہ خود اپنے اسلام اور ائمہ اسلام کی تحمیل و توہین کرنے میں اپنی فوقیت پر اتریں اور ہمارے اسلام کی عظمت اور توقیر یہاں تک ان کے دلوں میں پیچھے جائے کہ سوائے لفظ شعیبی یا حضرت کے ان کے نام بھی زبان پر نہ لاسکیں اور غیر بحث و تخریص کے ان کو بھی بغیر صحیح آسمانی میں داخل کر لیں، تو بھلا اس سے بڑھ کر ہماری کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی گمراہ کو اپنے ہاتھ سے آگ لگا رہے ہیں اور ہمارے محل مذہبی کو اپنے حملات سے بچا کر دور سے بنظر استحسان دیکھنے لگے ہیں۔

جناب فرہادی کو اپنا افسانہ پیش کرنے میں بہت کچھ ساخت پر داحت اور متنیخ و تبدیل یا تضییف و تقویت کا کام لینا پڑا ہے ورنہ کوئی آسان کام نہ تھا کہ امت محمدیہ کے ایک متفقہ نظریہ کو صرف ایک دو ترجیحات سے مسترد کر کے اپنی جدت طرازی کو چار چاند لگائے جاتے کیونکہ جناب کے علاوہ جن مفسرین عہد حاضر کے خیال میں پرندوں کا پتھر مانا قرین قیاس نہیں تھا انہوں نے بھی اپنی ترمیم پیش کی ہے کہ طیراً ابابیل سے مراد ایک تیز و بڑی لشکر کی جماعت مراد ہے جو اصحاب الفیل پر آپڑی تھی، مگر چونکہ ایک فوج کو طیراً ابابیل کہنا کسی محاورہ عربی ثابت نہیں کیا گیا تھا اور جو کچھ بھی پیش کیا گیا تھا محض قیاسی امر تھا اس لئے ان کو کامیابی حاصل نہوتی، یا کم از کم کسی روایت یا کسی تلمیحی موقع سے اس خیال کا سلسلہ طریق بیان پایا جاتا لیکن انہوں نے اسے کہ اس نظریہ میں نکتہ قرینی کی بنیاد کمین کی اینٹ کیوں کار و درہجہ ان کے لئے کوٹا چڑھا، پرتی نکلی۔ اس لئے علمائے اہل سنت میں اس رائے کو بنظر استحسان دیکھے جانے کی توقع رکھنا از بس شکل نظر آتا ہے۔

آج کل کے مفسرین قرآن جو کچھ بھی تشریحی نوٹ لکھ رہے ہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیا واللہ ان کی نیت تخریب تعلیمات اسلامیہ ہے بلکہ جو کچھ وہ کرتے ہیں نیک نیتی سے کر رہے ہیں مگر چونکہ دور جدید کی روشنی میں انکی انکھیں چونکھا گئی ہیں اس لئے اسلامی خبر خواہی میں ان کا قلم ایسا ہی طرح مطلق العنان ہو کہ صفحہ قرطاس پر رد کی

اسے غائب فرمائی ہے اس خیال کو مستند کرنے کیلئے یہاں لکھی جا رہی ہے کہ طیراً ابابیل سے مراد ایک تیز و بڑی لشکر کی جماعت مراد ہے۔

خلافت نبوی

مذہب کے خیرین کا طرزِ حیر

مولانا رحمت اللہ اور مولانا محمد تقی صاحب کی کارگزاری

چال چلنے لگتا ہے کہ تمام متفقہ آرائے اسلام پر پھیل دو بہن کا غبار اڑتا ہوا چلا جاتا ہے مگر یہ بات ان علماء اہل سنت میں نہ تھی جو اسی دورِ جدید کے عہد میں عیسائیوں آریوں اور دہریوں سے مقابلہ کر چکے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے کمالِ علمی اور قوتِ قدسیہ سے اسلامی خیالات کا احترام کمین بھی نہیں کھویا۔ آپ درآنا کچھ اٹھا کر اس دورِ جدید کی ابتدائی حالت دیکھئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ سب سے پہلے جناب مولانا رحمت اللہ مہاجر کی عیسائیت کے مقابلہ پر سیدہ سپر کر لڑے ہیں اور اپنی تحریر و تقریر میں وہ فتوحات حاصل کئے ہیں کہ جن کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اور یہاں تک آپ کو فتوحاتِ اسلامیہ کا انعام خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوا کہ ڈاکٹر فٹنر جیسے مبلغِ عیسائیت کو یہاں سے اپنی تبلیغی ڈیوٹی تبدیل کرنا پڑی اور تبدیل ہو کر مصر چلا گیا۔ آپ کے بعد جناب مولانا محمد قاسم عجم ناتووی کا نام پیش کیا جاتا ہے کہ جنہوں نے کربہ اور عیسائیوں کے حملات کو اس صفائی سے روکا اور اپنی تحریر و تقریر میں وہ اعجاز دکھایا کہ عیسائی مناظر چلا اٹھتے تھے کہ مولانا مناظر وہیں وجہ کے ساتھ قرآن شریف پڑھا کریں آپ کی مناظر تحقیقاتِ رسائل کی صورت میں اب بھی دستیاب ہو سکتی ہیں مگر چونکہ ان میں منطق فلسفہ اور علومِ عالیہ کی رنگت نظر آتی ہے اس لئے آج کل کے تاریخی مفسران سے انس حاصل نہیں کر سکتے مگر مولانا رحمت اللہ مہاجر کی کی تصنیف سادہ اور عام فہم تھیں اور عام طور پر تاریخی پہلو ان میں نظر آتا مگر انفسوس کہ استبدادِ حکومت کے جابرانہ ہاتھوں نے دوبارہ شائع ہونے سے روک دیا بہر حال ان دو بزرگوں کے علاوہ اور بھی کئی ایک حضرات اہل سنت تھے کہ جنہوں نے اپنے طور پر آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ پر جہاد کا سیلابی حاصل کی تھی تو یہ دونوں بزرگ اس میدان کے ایسے شاہسوار ثابت ہوئے کہ جبکہ ت کے درشاہوار آج تک چمک رہے ہیں کیونکہ ان میں کمالِ علمی اسلام کی تضعیف یا توہین کا اثر نکاب نہیں کیا تھا۔ اور نہ یہ ہے بلکہ مسلماتِ اہل سنت کو ہی خیر یاد کہنے کی نوبت آئی ہو جیسا کہ آج کل ہر ایک مفسر کا مطمح نظر یہ ہے کہ اہل سنت کے جن عقائد یا خیالات پر مخالفین تہجیر لگا رہے ہیں ان کا یا تو سرے سے انکار ہی کر دیا جاتا ہے اور یا ان کی اسی جھگت سنواری جاتی ہے کہ بلی کا شیریں جال ہے اور اس امر کا قطعاً خیال تک نہیں کہ مفسر قرآن کے لئے جسے اول یہ ضروری ہے کہ چھری کلمہ ٹیسی لیکر اپنے اسلام کا گلانہ کاٹنے لگ جائے تاکہ ان کا احترام اور ان کی تحقیقات کا احترام ہمارے دلوں میں باقی رہے، اور مخالفین کو بھی ان پر زباندازی کرنے کا موقع نہ ملے اور اس کے بعد یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ جن علوم و فنون کی بنا پر ضرورت ہوتا ہے کہ محسوس کرتے ہوئے اسلاف نے نفاذ میر کا مجموعہ پیش کیا ہے ان سے واقفیت بھی حاصل کی جائے نہ یہ کہ ایک مفسر اپنے سارے لمحہ حیات تعلیماتِ جدیدہ میں گزارے ہوں اور علومِ اسلامیہ کو نیک نیتی سے مطالعہ کیا ہو اور نہ حاصل کیا ہو بلکہ صرف اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر کے اور مذاہبِ عالم پر سرسری نظر ڈالکر اور وہ بھی عیسائیوں

مذہب کے خیرین کا طرزِ حیر



کذیرِ حیرت اور خالغینِ اسلام کی زیرنگرانی (کہ اسی تحقیق پر مبنیہ جائے اور جو کچھ بھی اپنے خیال میں آئے کمال  
بے دردی اور دور اندیشی سے بے خبر ہو کر یا اپنی تفسیر کے بدنتائج کو خیال میں نہ لاکر یا ان کے سننے میں اسلاف  
کرام کی دھجیاں بنے لگ جائے۔ کسی کی بگڑی اچھالی۔ کسی کی ناک چھوٹی کسی کی ٹانگ تڑی کسی پر  
تجلیل کا وار کیا کسی کو درویش اور شکم پروری کا الزام دیا اور کسی کو تخریب اسلام کے جرم کا مرتب گردانا۔ مگر آپ ہیں  
تو گو پورے عربی میں ایک فقرہ بھی لکھ سکتے اور خدا نے یہ دماغ دیا ہے کہ آج علامہ رازی بھی آپ کے سامنے پانی  
بھرتا ہے علامہ محشری اور بیضاوی بھی آپ کے سامنے عرقِ خجالت میں غرق ہیں، مورخِ طبری اور ابنِ خلکان کی  
ان کے سامنے دال نہیں لگتی ابنِ سینا اور میر باقر داماد جیسے آپ کو یہ دیکھ کر بغلیں جھانکنے لگ جاتے ہیں، ائمہ  
مذہب کی تو کوئی ہستی ہی نہیں کہ ان کے کسی بزرگ اسناد اسلامی یا غیر اسلامی کے سامنے دم مار سکیں۔

ہمارا مطلب معاذ اللہ یہ نہیں ہے کہ مولانا فراہی کمال علمی سے محروم ہیں، نہیں بلکہ ہماری نگاہ میں وہ بڑے  
پایہ کے فاضل ہیں کیونکہ علامہ شبلی مرحوم کے دوش بدوش جناب نے بھی اسلام کے تمام علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ  
حاصل کئے ہوئے نظر آتے ہیں تاہم یہ ضرور سوچنا پڑتا ہے کہ باوجود اس قدر علم و فضل کے اپنے اسلاف کے خلاف  
کیوں چلے اس کی کوئی وجہ ضرور ہوگی؟ غالباً یہ وجہ ہوگی کہ آپ کو اہلِ دل کی صحبت کا موقع نہیں ملا اور نہ قوتِ قدسیہ  
اور روحانی طاقت جناب کے علم و فضل کے ساتھ ملکر وہ سماں باندھ دیتی کہ جناب دورِ حاضر کے رازی یا ابنِ عربی  
کہلانے کے حق دار ثابت ہوتے۔ ہاں اگر تنہا نویسی کے ساتھ تنہا پسندی اور خلوت کو ترجیح دیتے تو پھر بھی کسی حد  
تک آپ کا قلم جاہدِ استقامت سے باہر نہ نکلتا، لیکن سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب کی تحریرات اس  
امر کا نشان ملتا ہے کہ جناب دورِ حاضر کے جدید تعلیم یافتہ کی اصلاح کی بجائے انکی دلداری کے لئے آمادگیِ ظاہر  
فرما رہے ہیں اور اہل سنت کی مذہبی دشوار گزار گھاٹیوں سے حکمران خود داری، تنہا نویسی اور کلمتہ آفرینی کے جدید معیار  
نظر بہ سازی میں اپنا علم تحقیق ملب کرنا چاہتے ہیں جس کا ثبوت باجبا سورہ فیل کی تفسیر میں خود ہی اپنے قلم سے  
یوں پیش کرتے ہیں۔

دلائلِ فراہی کا پیش نظر

چنانچہ خیابانے سورہ فیل کی تفسیر کے پہلے ورق پر سورہ فیل کا ترجمہ کرتے ہوئے اَلْهَمْدُ اور تَتَقَبَّلُہُمْ میں اس  
امر کی توجہ دلائی ہے کہ تو م قریش کو خدائے تعالیٰ نے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ہے کہ آیا تم نے دیکھ لیا ناں، کہ تمہارے  
رب نے اصحابِ الفیل سے کیا کیا تھا۔ کیا ان کی مخفی تدبیرِ کارِ تخیس کی رکیوں نہیں، بلکہ تم کو ہم نے یہ توفیق  
عطا فرمائی۔ کہ تم نے عیشِ ابرہہ کی مدافعت (جسکی تعداد سولہ ہزار تک تھی) دادی مٹی اور فادی محشر کی کنکریوں، اور  
ایٹ پتھر سے کی بیان تاک کہ وہ مسلح فوج تم بے ہتھیل کی کنکریوں اور سنگساری سے تمام کے تمام شکست خوردہ  
چکنا چور ہو گئی اور ایامِ شریعت کی تھکاوٹ اور ولاندگی کے باوجود تم نے پتھر سے ایسا سنگسار کیا کہ ان کے ماضی

سورہ فیل کا اصلاحی ترجمہ



# آخری نبی

تفسیر خاتم النبیین آیت قرآنی  
میرزا غلام احمد قادیانی کی زبانی  
(مرتبہ مولوی حبیب الرحمن سرسبیگ خرب لاہور)

(۱) کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم (مطبوعہ ۱۳۰۷ھ مطبع ریاض ہند امرتسر صفحہ ۹۱۲) پر میرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے  
”اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد ابدا احد من رجائک و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین“  
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرزا کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا یہ  
آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آسکا۔ پس  
اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا، کیونکہ مسیح ابن مریم رسول  
ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے، اور ابھی  
ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے“

(۲) کتاب ازالہ اوہام، حصہ دوم صفحہ ۱۰ پر ہے۔

”خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا“

(۳) کتاب ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ ۱۰ پر ہے

”فقرآن کریم ہی خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ یسار رسول ہو یا پرانا ہو، کیونکہ رسول کو علم نازل  
ہوئے جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل یہ پیرائے وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود متنوع ہے کہ دنیا  
میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو“

(۴) کتاب ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۲، ۲۳ پر ہے

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کیا صحابہ میں کس قدر بڑا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے  
موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا، اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے  
دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ کو بتا دیتا یہ حدیث ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہونے  
رہے ہیں۔ اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے“

(۵) کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۱۰ پر ہے۔

”اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے نقطہ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی“

(۶) کتاب ازالۃ اوہام حصہ دوم صفحہ ۱۸ پر ہے۔

از بخند ایک بیٹے کو مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدا متینا لے سے وحی پانے والا لیکن اس جگہ نبوت امر کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت نامہ کاملہ پر مرگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے منہدم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے“

(۷) کتاب البریہ کے صفحہ ۱۸۱ کے حاشیے پر ہے

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور حدیث لا نبی بعدی یہی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا، اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ”وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ نے تحقیق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے پھر کہوں کیا ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے تحقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے اس سے تو تمام نارود اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا..... عرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ کا نام خاتم النبیین رکھا اور حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرمایا اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے تحقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا،

(۸) کتاب تحفہ گوڑویہ (طبع دوم مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۲ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان) کے صفحہ ۱۸ پر ہے

”قرآن شریف جیسا آیت فلما قویت بنی اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں حضرت عیسیٰ کو مارچا کر ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، جیسا کہ فرمایا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“

(۹) کتاب حمانۃ البشری ”عربی نسخہ“ کے صفحہ ۲۰ پر ہے الا تعالہ ان الرب الرحیم المتفضل سہمی نبینا صلی اللہ

علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسی لا نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین و لوجودنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لہجوزنا افتتاح باب وحی النبوت بعد تخلیقہا و ہذا خلف کمالا یخفی علی المسلمین وکیف یحیی نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ و ختم اللہ بہ النبیین“ (بقیہ مشاہیر)



# بنگش اور کلب علی کی بیسویں ملاقات

(باشندگان ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کیلئے عبرت آموز سبق)

(از خان زادہ غلام احمد انصاحب بنگش)

سلسلہ اشاعت گزشتہ

ع ۱ اخبار شیعہ لاہور ۱۲ جولائی ۳۳ء ص ۱ چاہے میری بے حتمی کر کے مجھے بے آبرو کریں، واہ جی کلب معاویہ کیا کہنے اس بے آبروئی کا مطلب تلخیص شہادت امیر المؤمنین ہے تم نے اس کی بعد از قیاس تاویل کی ہے کہ اس (ام) دغصب ام کلثوم نے سخت تھی واقعہ قرطاس پر اور مٹونس دیار اتر عقد کلثوم جس کا ربط بے محل نہاے عقل خدا داپر جس سے آپ اکثر نسوار سے آلودہ منطقی نتائج کا لگاتے ہیں تحجین و آفرین کر رہا ہے۔

بنگش کا جواب میں ربط و ربط نہیں جانتا یہ حدیث سچی اصول کافی میں موجود ہے جس کی شرح میں ملا خلیل قزوینی ارشاد فرماتے ہیں امیر ادھر من است کہ بزور خواہند گرفت اشارت بغصب عمر ام کلثوم فاعلمتا آنکہ اقدام بر رویہ خود گرفتہ کرے قبول کردم (ہذا میں ہر ایک راضی سے فروا فرماستہ می ہوں کہ وہ آنکھیں کھول کر ذرا امیداری والصاف سے بتادیں کہ ارشیر کون ہے؟ غالب کون ہے؟ بزدل کون ہے؟ غرق مذمت کون ہے۔

ع ۲ اخبار شیعہ لاہور ۲۲ جولائی و یکم اگست ۳۳ء میں پڑے کو فرو فرما شاذرا الفاظ کے ساتھ پہلا ہم، دوسرا ہم، تیسرا ہم چوتھا ہم چھٹا ہم اگست کے وسط میں بدیں الفاظ ختم کرتا ہے، کہ جس عقد کا ذکر کیا گیا ہے وہ ۳۳ء وسط کے درمیان واقع ہوا ہے وہ ام کلثوم بنت جہول خزاعی تھی جو بوجہ بغصب ناصبیوں نے منسوب بخاندان رسالت کردی، حالانکہ ۳۳ء میں ام کلثوم دس برس کی تھی اس عمر میں کاح کا ہونا محال عقلی اگر نہیں، تو محال عادی

ضرور ہے۔  
بنگش کا جواب بنگش) دیکھ کلب علی اخبار شیعہ لاہور ۲۲ جولائی ۳۳ء تا اگست ۳۳ء کے پرچے ہر ایک شیعہ لائبریری کے اندر دوستان کے کوٹہ میں موجود ہیں بالخصوص متوجہ ہوں انجن حیدر ٹیکسلا اور شیخان سرحد بالخصوص ضلع کوٹاٹ جو کہ مولوی بشیر لکھنوی کو فایز ٹیکسلا کے خندہ آفرین خطاب سے یاد کر رہے ہیں۔ ان سب سے مکرر درخواست کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اپنے قابل مخرجات کے خرافات اور جہالت کو ملاحظہ فرماتے جائیں

بقیہ ص ۱۲ کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۱۵ کے حاشیے پر ہے۔

”وہی رسالت بھت عدم ضرورت منقطع ہے“

**جہالت اول** امیر المومنین زراپنی زبان فیض ترجمان سے فرما رہے ہیں کہ جب میں وصیت نامہ خدا کا پڑھنے پڑھتے اس نظام پر پہنچا کہ اس سے مراد غضب و خشمین است کہ نیر و جوا نہ گرفت، اشارت است بہ غضب عمر ام کلثوم فاطمہ الزہراءؑ ائمہ اقصیٰ سے خود و گنہگار سے قبول کر دم جس کا ترجمہ اور مقصد یہ ہے کہ اے علیؑ تمہاری جو بیٹی ام کلثوم نام فاطمہ کے لطن سے پیدا ہوئی ہے عمر اس کو زور سے چھین کر خندارے گھر سے لے جائیگی خبردار دم نہ مانا تو مارے غم اور غصہ کے میں زمین پر منہ کے بل گر پڑا۔ اور طوعا و کرہا کہا کہ ماں قبول کیا ملاحظہ ہو صافی شرح کافی جز سوم ۲۷۱ لیکن فاضل مکتبہ اندلیزیہ قزوین علیؑ فرماتے ہیں کہ ہمیں امیر صاحب فقہیہ کے جھوٹ والا ہے دراصل اس بے بروئی کا مطلب تلمیذ شہادت امیر المومنینؑ ہے ملاحظہ ہوا اخبار شیعہ ۱۹ جولائی ۱۳۳۷ء یعنی امیر صاحب نے جب یہ معلوم کر لیا کہ بعد وفات رسول علیہ السلام باغ ذک کے متعلق میں شہادت دوں گا تو اس وقت جی تہم سے ابیکر اور بنی عدی سے عمر مطاق وحی الہی جس کا ذکر گذر چکا ہے، ہر جہاں سے آؤں گے میری شہادت کو رد کر کے ہم کو ذک سے محروم رکھیں گے تو قزوین علیؑ اور شیر صاحب فرماتے ہیں کہ اسی تلمیذ شہادت سے امیر المومنینؑ عیسیٰ کی حالت طاری ہو گئی تھی۔ اس پر سچ ہے قہر درویش بر جان درویش، حکومت سے بے دخل کرنے کے بعد یہ دوسرا سدہ تھا۔ جیسے لے ہیں بھی اسوں کو۔۔۔۔۔۔

**جہالت دوم** امیر صاحب فاضل مکتبہ اندلیزیہ قزوین علیؑ شاکر رشید فرماتے ہیں کہ وہ ام کلثومؑ سے ہر لڑائی کی بی بی تھی نہ علیؑ شکر کشانی۔ اس موقع پر تلمیذ کی حدیث غیر کی لڑکی کے غم نے کہ جس سے کوئی دور کا رشتہ بھی مولا کو نہ تھا ایسے اس باختم ہوئے کیند کے بل زمین پر گر پڑے ناظرین سے التماس ہے کہ وہ بشیر اور قزوین علیؑ کو کچھ برا بھلا نہ کہیں ان کے اوپر نعرین یا آفرین کیلئے فرشتے کافی ہیں سنئے، امیر صاحب کے خدائی وصیت نامہ میں یہ بھی درج تھا کہ اصحاب ثلاثہ با داد حمدا صحابہ انبی کریم کی سنتوں کو بے کار کرینگے، لیکن اس پر اس کو کوئی رنج نہ ہوا اور قرآن عظیم کو پارہ پارہ کرینگے، اسپر بھی کوئی پروا نہیں کی جانی راہ کہ بہ شریفہ کو اکھیر دینگے تو بھی ذرہ برابر خضی نہیں ہوا۔ لیکن جب ہی جہل کی بیٹی کی نسبت خدا کے پیغام کو سنا کہ اس کو عزمین خطاب بزور چھین کر اپنی محرم سرا میں داخل کرینگے تو آہ سرد کھینچ کر زمین پر بیہوش گر گیا اور نہایت متغومانہ لہجہ سے عرض کیا کہ اچھا قبول ہے اس لئے آسمانی طوار سے میں سے چدا الفاظ بوا میر صفا کی زبان ہی ہیں واسطے اثبات اپنے دعوے کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔

کافی کتاب الحجۃ ص ۲۸۱ امیر المومنین فصحت حین فصحت الکلمۃ من الامین جبریل حتی سقطت علی وجهی و قلت نعم و قبلت و رضیت ترجمہ اوپر درج ہو چکا ہے اللہ اللہ ایسے لوگوں کو بھی شیعہ صاحبان اپنے طیسوں میں بلارہے ہیں۔

ابن حیدر حضرت بران نسواری کو دیکھ اپنی بیدنی کو اور فاضل کی مکاری کو دیکھ

جہالت سوم مضمون نگار فرزند حیدر کرار اخبار شیعہ راگست کے ۱۷ پر قحط ازے کے ۲۳ سہ سہری میں ام کلثوم دختر علی کی عمر دس برس کی تھی جو محال عقلی اگر نہیں تو محال عادی ضرور سے خدا بخشے اس کلمہ کے قابل اول کو کہ دروغو را حافظ نباشد یعنی جھوٹے آدمی کی یادداشت نہیں ہوتی اسی اخبار کے ۲۴ جولائی ۱۷ کاظم عیسٰی خود فرما گیا ہے کہ علی وفاطمہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۷ میں گیا ۱۷ برس کی تھی اور ۱۷ برس میں ۱۹ برس میں ۱۳ برس اور ۱۷ برس میں ۱۷ برس کی تھی۔ خود کرنے کا مقام ہے کہ ایسے جھوٹوں کے در اندھ کون متبادل کر سکے، حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہادت ۲۳ کو واقع ہوئی تھی تو ۱۷ میں جبکہ ام کلثوم بقبول معترض ۱۷ برس کی تھی کیا قابل نکاح اور بالغ نہ تھی۔ بالفرض اگر ۱۷ برس کی تھی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دس برس کی عمر میں بیٹی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو رکابی کتاب الحجۃ ۲۹ مولد فاطمہ ولدت فاطمہ بعد مبعث رسول اللہ خمس سنین و توفیت ولہا وثمانی عشتو سنہ و خمسة و سبعین یوماً امام باقر فرماتے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تمام عمر اٹھارہ سال اور اڑھائی مہینے کی تھی اور مطابق روایات شیعہ سیدہ موصوفہ کے تین بیٹے اور دو لڑکیاں بھی ہوئی تھیں دراصل بوقت شادی نو برس کی تھی تو پھر شیر اور فرزند علی یہ کہتے ہوئے نہیں شرانے کہ دس برس کی عمر میں شادی محال عقلی اگر نہیں محال عادی ضرور ہے۔

جہالت چہارم ۱۷ جولائی ۱۷ کے پرچے میں مجھے تنبیہ کر کے تحریر فرما گئے تھے کہ میاں بی بی بھی معلوم ہوا جلتا کہ بزدل کون ہے اور شیر کون ہے پھر بعد ازاں ۲۴ جولائی تک پہلا ہم دوسرا ہم تیسرا ہم چوتھا ہم لگا کر بیسائے رہے بھلا کوئی برس سے برا منظر ہی ۱۷ جولائی بلکہ ۱۷ راگست کے پرچوں تک جو آخری پرچہ ہے مکرر ملاحظہ کر کے بتا سکتا ہے کہ ان جھوٹ فریب اور دل کے استادوں نے کوئی ایک جملہ یا ایک حرف بھی ایسا درج کیا ہے جن سے معقولیت کے ساتھ نتیجہ نکالا جاسکے کہ بزدل کون ہے اور شیر کون، شاہ جی صاحب حیدر کرار کے فرزند غریب میاں بی بی کو گرائے تو میاں بی بی بلکہ کن چور میاں بی بی تو آتا جیسں پھاڑ پھاڑ کر حضور کی بمباری کو دیکھنا رہا۔ مگر کہیں بھی کوئی شیر نہ تیاں اپنے غار سے نکلتا ہوا دکھائی نہیں دیا۔ شاید کہیں حضور والا کے فولادی سچے سے دب گیا ہو.....

جہالت پنجم ۸ راگست کے ۱۷ پرچوں میں الفاط سبق آخروں کے کہ وہ ام کلثوم بنت جردل خزاعی تھی جو یوہیہ نصیب نابجوں نے منسوب بنانان رسالت کردی میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی جھوٹے اور خوشنما الفاظ سے سنی دنیا کو پھینکا پھینکا کر گرا کر رہے ہو اگر بجائے خاندان رسالت کے خاندان شاہ ولایت لکھنے تو بھی ایک بات تھی اس فقرہ کے اندراج سے شیر اور فرزند علی کا صاف اور نمایاں طور پر بدعالمی ہے کہ کیا عمر بن خطاب اس قابل تھا کہ اس کو خاندان رسالت میں شادی و فاطمہ کرنے سے مشرف فرما کر مقام علمین پر بٹھا دیتے (فقہ تو اسے شوج دوران تنو) شاہ ولایت کی اٹھارہ روکیاں تھیں وہ کن کن شہزادوں سے بیای گئیں، لیکن اگر ہم لہجہ تھا، تو فاطمہ روم معراود نماز نہ تھا، اگر اس شرافت کے لائق





# حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی آمد ثانی حضرت یحییٰ الدین ابن عربیؒ کی بانی

(مولوی حبیب اللہ صاحب انیسوی کے قلم سے)

حکیم مرزا خدابخش صاحب میزرائی نے اپنی کتاب غسل مصنفہ، جلد اول باب آٹھواں، سولہویں فصل ص ۵۱۱، ص ۵۱۲ پر لکھا ہے کہ  
”شہادت محی الدین ابن عربیؒ کو وہ کہتے ہیں کہ مسیح وقت ہو گئے اور ان کا نزول برہمہ طور سے ہو گا چنانچہ وہ فرماتے  
ہیں عیسیٰ علیہ السلام کا رُفْع ہوا جبکہ عالم سفلی سے مفاقت کر کے عالم علوی کی طرف چلا گیا، اور ان کا چوتھے آسمان پر  
ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے روح کے فیضان کا جائے صدور فلک الشمس کی روحانیت ہے جو جہان  
کے قلب کے مشابہ ہے اور اس کا مرجع بھی اُسکی طرف ہے اور وہ روحانیت ایک نور ہے جو اس فلک کو اپنے عشق سر  
منور کرتا ہے اور اس کے نفس پر شمعوں کا چمکنا اس کی تحریک سے ہے اور جب اس کا مرجع اس کی اصلی جائے قرار کی  
طرف ہے اور اپنے کمال حقیقی کو نہیں پہنچ سکتا تو اس لئے وہ آخری زمانہ میں دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے نزول  
کرے گا۔ دیکھو تفسیر منور جلد اول ص ۲۶۲“

## جواب

(۱) اس میزرائی مصنف نے اپنی کتاب غسل مصنفہ جلد اول کے ص ۵۱۱ کے حاشیے تفسیر ابن عربیؒ کی بابت تسلیم کیا ہے کہ،  
”اصل میں یہ تفسیر عبد الرزاق کاشی کی ہے“

”پس جبکہ اصل میں یہ تفسیر عبد الرزاق کاشی کی ہے تو مندرجہ بالا عقیدہ حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ کا نہ ہوا۔

فتوحات مکیہ باب ۲۹، جلد سوم ص ۲ پر ہے ”فاستفتح جبریل السماء الثانیة فکما فعل فی الاولی و قد انا  
وقبل له فاما دخل اذا اجسده علیه السلام مجسدة عینه فاذا له ریت الی الا ان بل رفعه الله الی ارضه  
السماء واسکنه بها وحکمہ فیہا وهو شیفنا الاول الذی رجعنا علی یدیه وله بنا عنایة عظیمة  
لا یغفل عنا ساعة واحدة“ ترجمہ ”پھر جبریل نے آسمان ثانی کو کھلوا دیا جیسے کہ پہلے آسمان کے بارے میں کیا تھا۔  
اب جب حضور صلعمؐ اس آسمان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں عیسیٰ علیہ السلام بعینہ اپنے جسم مبارک کے ساتھ موجود ہیں  
کیونکہ وہ اب تک فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان کی طرف اٹھالیا تھا اور وہاں ہی انہیں سکونت  
دے رکھی تھی۔ اور وہاں کا حاکم بنا رکھا تھا اور وہ ہمارے شیخ اول ہیں جن کے ہاتھوں کی طرف ہم نے رجوع کیا ہے (یعنی بیت

کی ہے اور ان کو ہمارے حال پر بڑی توجہ ہے، اور ہم سے ایک دم بھی غافل نہیں ہیں۔

(۴۳) کتاب خصوص الحکم مع شرح مسمیٰ بہ توضیح البیان ص ۱۲۸ شرح فصوص الحکم لمولانا عبدالرحمن جامی ص ۳۱۳، مطلع  
نصف ص ۱۲۸ الحکم فی معانی خصوص الحکم للشیخ داؤد بن محمود القیصری ص ۱۲۸ کتاب شرح الاستاذ الفاضل والعالم الاکمل  
الشیخ عبدالرزاق القاشانی علی خصوص الحکم ص ۱۲۸، کتاب التاویل الحکم فی تشنایہ فصوص الحکم ص ۳۸ پر ہے۔

”فلما اتی فیتخی احی سر فحتخی الیک“

(۴۴) جان لو اللہ تعالیٰ ہمارا اور ہماری امداد کرے کہ یہ باب ان اقسام کے لوگوں کے حال پر متضمن ہو جو معدوم و معدومہ ہیں  
ہیں اور ان کا بھی جن کے تعداد کے متعلق کوئی تعین نہیں ہے نیز اس قسم کے مسائل پر متعلق ہے جن کو عبدالسمیع ص ۱۲۸  
وہ اکابر ہی جانتے ہیں جو اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے کہ انبیاء زمانہ نبوت میں تھے یہ نبوت عامہ ہے۔ کیونکہ وہ  
نبوت جو وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع ہو گئی وہ نبوت تشریحی ہے نہ کہ اس نبوت کا مقام، پس کوئی نزع ایسی  
نہیں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو منسوخ کر دے اور نہ آپ کے حکم میں کوئی اور شرعی امر زیادہ کر سکتی ہو، اور یہی معنی  
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا ”ان المرسلات والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی  
یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی، مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی  
ایسا نبی نہیں جس کی شرع میری شرع کے مخالف ہو بلکہ جب کبھی وہ ہو گا وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہو گا  
اور یہ کہ میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد کسی مخلوق کے پاس ایسا رسول صاحب شرع نہیں آئے گا جس  
شرعت کی طرف وہ لوگوں کو بلائے پس یہ وہ چیز ہے جو منقطع ہو گئی ہے اور جس کا دروازہ بند ہو چکا ہے نہ یہ کہ مقام  
نبوت ہی بند ہو چکا ہے کیونکہ اس میں خلافت نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہیں اور رسول بھی۔ اور اس میں بھی  
کسی کا خلاف نہیں ہے کہ اخیر زمانہ میں نزول فرمائینگے اور وہ حاکم عادل ہونگے۔ مگر ان کا فیصلہ ہماری شرع  
کے موافق ہو گا نہ کہ کسی دوسری شریعت پر اور نہ اس شریعت کو لاؤینگے جس کے رو سے بنی اسرائیل عبادت  
الہی کرتے رہے۔“ (فتح مکیہ جلد ۲ باب ۳، صفحہ ۳)

(۴۵) فتوحات مکیہ جلد اول باب ۱۰ صفحہ ۱۳۵ پر ہے۔

وقد امان صلی اللہ علیہ وسلم عن هذا المقام بآمر منھا قوله صلی اللہ علیہ وسلم واللہ  
لوکان من سی حیاما وسعہ الا ان یتبعنی وقوله فی نزول عیسیٰ بن مریم فی آخر الزمان  
انه یومنا اھی حکمہ فینا بسنة نبینا علیہ السلام ویکسی الصلیب وایقتل الخنزیر ولو  
کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد بعث فی زمان آدم لکانت الابیاء وجميع الناس  
تحت حکم شریعتہ الی یوم القیمة حسنا







# صدائے درد

(محمد حسین شوق محمودی پبلشرز)

آج صفحہ ہستی پر صرف مسلمان قوم جس مذہبی غفلت، سیاسی بے راہ روی، اور معاشرتی لپٹی اور زبوں حالی کی عمیق ترین گہرائیوں میں سے گزری ہے اس کا اندازہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اس کا صحیح نقشہ مسلمانوں کی عبرت پذیر آنکھوں کے سامنے کھینچتے کھینچتے قلم ٹوٹ چکے ہیں۔ سیاسی مایہ نر لکھی۔ اور ہاتھ مفلوج ہو گئے۔ زبانیں تنک گئیں۔ اور کلمے بیٹھ گئے۔ اور حلق سوکھ کر کاٹا ہو گئے۔

لیکن بظاہر زندگی کے شمار کھنے والے اور حقیقت میں مردہ انسانوں نے کروٹ تک نہیں بدلی۔ آنکھ تک نہیں کھولی۔ کان تک نہ سرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ ابھی یہ انسان ہیں یا یونان کے مجسمے ان کے سینوں میں دل میں یا تھیر کی قاش جنہیں نہ پسماندہ اور مجروح قوم کا درد ہے نہ ٹٹنے اور گہڑنے والے مذہب کا پاس ہے نہ دوسروں کی کرب و بے چینی کی کراہ ان پر اثر کر سکتی ہے نہ اپنی ذلت و نکت کا احساس انہیں خواب غفلت سے چونکا سکتا ہے دجل و تبلیس اور مکر و فریب کی زہر گداز گھنگھو گھٹائیں انی مذہب پر اس بری طرح چھا رہی ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہیں دیتا۔ مگر علماء ہیں تو خوابیدہ اور کمزور۔ وعاظ ہیں تو علیل و لاچار مصنف ہیں تو مقلد اور نقال۔ شاعر اور ادیب ہیں تو بے روح اور مفلوج حامی و مددگار ہیں تو اباح اور دل شکستہ جس قوم کی سچ امید پر اس طرح شام غم کا دھند لگا چھایا ہوا ہو اور اس کی شام غم پر اس طرح موت کا سا سگون اور جمود طاری ہو آپ اسکے تمام طبقات کے سینے ہزار دفعہ کھوکھو لکر دکھیں۔ اور ان کی رگوں میں خونِ حمیت کی سینکڑوں دفعہ تلاش کریں لیکن آپ کو زندگی۔ آتشِ سجانِ زندگی، آگ اور خون سے کھیلنے والی زندگی کا میں نام و نشان نہیں ملیگا۔ کہوں تو کیا روؤں تو کس بات پر۔ ذرا اپنے پریس ہی کو ملاحظہ فرمائیے۔

کیا وہ ضرورت سے بہت قلیل اور حاجت کیلئے بالکل ناکافی نہیں کیا آپ کو نظر نہیں آتا۔ کہ آپ کے رسائل اور اخبار صحافتی معیار کی بلندی سے گر کر اسفلِ السافلین میں نہیں پڑے ہوئے انکے مضامین میں تو فرسودہ اور بے کیف اشاعت ہے تو انکیلوں پر گنی جاسکتی ہے اور کیا یہ صحیح ہے کہ موجودہ دور یا وہو میں حیلہ اقام و مل کے جملہ لبقا کے واسطے اپنے پریس کی اتنی ضرورت ہے جتنی زندگی کے مافی اہم ضروریات کی اور کیا یہ درست ہے کہ جو ایک آدھ پرچہ صحیح معنوں میں قوم کی خدمت بھی کر رہا ہے تو اس کی آواز بیٹھ جانے کے قریب ہے اور ہماری بے توجہی اور کم ہمتی کے طویل دامنوں میں الجھا ہوا دم ٹوڑ رہا ہے۔ اور زندگی کی آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔

اگر یہ سب باتیں باور کر لینے کے قابل ہیں تو پھر خدا راجع باور دسباز و درماں مطلب، پر عمل سپر ہو کر اپنی دلتوں، اور بربادوں کی طرہ دست مصالحت نہ بڑھائیے اور اپنے صحیح خدمت کرنے والوں کی کمر ہمت سے محجور یوں اور لاچاروں کے بوجھ

کو ہلکا کیجئے۔

کاش یہ میری کمزور آواز دولت اور جوانی کے نشہ میں محو دنیا نے دنی کے مسحور کن نگین دامنوں میں الجھے ہوئے  
مستوں تک پہنچ سکتی ہے لیکن آہ

اُن چین سے سو ہواؤں تک بے چین دلوں کے ناؤ کی  
آواز کہاں جاسکتی ہے اور ان کو خبر کب ہوتی ہے  
وہیں آخری بار چہرے پہن گئے جو کچھ کرنا ہے جلدی کیجئے ورنہ  
کی گئی ناوقت قربانی تو پھر کیا فائدہ؟  
سر سے اونچا ہو گیا پانی تو پھر کیا فائدہ؟

بقیہ ان کو اپنی طرف دنیا کے آسمان پر اٹھالیا بغوش نے کہا تم وہ حکیم ہو کہ ایک حکیم کے پاس سے آئے ہو (جلد دوم)  
(۳۴) حضرت حاطب بن ابی بلتہ بدری صحابی کی یہ روایت کتاب خصائص البرکے کی جلد دوم کے صفحہ ۱۸۷، کتاب البدایہ  
والنہایہ نے التاریخ جلد ۱۷ کے صفحہ ۱۸۷، کتاب ترجمہ اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۲۲۴، زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد دوم  
صفحہ ۳۴۳، کتاب حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاهرہ جلد اول صفحہ ۱۸۷، کتاب کنز العمال جلد ۳۲۱، کتاب انسان العیون  
فی سیرۃ الامین المامون جلد سوم صفحہ ۱۸۷، کتاب سیرۃ النبویہ والاثر المحمدیہ جلد دوم کے صفحہ ۱۸۷، کتاب نور الیقین فی سیرۃ  
سید المرسلین تالیف شیخ محمد النخعی صفحہ ۱۸۷ پر بھی ہے۔

(۳۵) حضرت حاطب کے الفاظ ہیں۔

”فعیسی ابن مریم انھن تشھد انه رسول الله فعالمه اخذ لا قومه فارادوا صلبه ان لا یکون دھا  
علیہم بان یصلکھم الله حتی رفعہ الله الیہ فی سماء الدنیا“

اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں (۱) یوں نامسعود نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو صلیب پر چڑھانے کا ارادہ کیا تھا۔  
(۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ پس سلوم ہو کہ کتاب مدارج النبوۃ میں روایت  
حاطب کے جو الفاظ درج ہیں وہ صحیح نہیں ہے۔

”رسالہ خیر جاری، در تردید مذہب کسائی“

اف

تصنیف پیرزادہ مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی قیمت ار  
پتہ فیچر شمس الاسلام بھیرہ پنجاب

”نور“

علی ادبی۔ اخلاقی۔ اجتماعی۔ تفریحی۔ صنعتی و تجارتی

سالانہ ایک روپیہ مجلہ ماہانہ - نمونہ مفت  
”نور“ جالندھر

اخروی ان میجر ہی فینما اجری فی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ازواج المحسنات ضعیفین  
من الابرار والمسیئین ضعیفین من العذاب ثم قرأ یا تساء النبی من یات منک ان یرہ ظاہر ہے  
کہ ازواج مطہرات معصوم نہیں بس اسی سے ائمہ کا معصوم نہ ہونا بھی ظاہر ہو گیا واللہ یجسد من یشاء لہ  
صراط مستقیم اور حضرت صدیق اکبر کی طرف بنت پرستی کی نسبت محض غلط و افتراء بحث ہے جب کو ہم پہلے بحوالہ  
تاریخ سیوطی وغیرہ ثابت کر آئے ہیں۔ باقی رہے خلیفہ دوم و سوم رضی اللہ عنہم ان پر بھی اسلام کے بعد کفر سابق کا  
الزام لگانا کمال بے دینی و حماقت ہے۔

## برگزینی عدل محکم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

قولہ حضرت عمرؓ کا بے گناہوں کو قتل کرنا اور اکثروں پر ظلم شہید کرنا مشہور معروف ہے اور اللہ دوست نہیں کہتا  
ظالموں کو اقول کیا عجب یہ اعتراض بھی شاید آپ کے معلم اول ابن سبا کا خسر عہدہ ورنہ اتنا کون نہیں جانتا کہ  
حضرت عمرؓ کو ظالم کہنا ایسا ہی ہے جیسا حاتم کو کجیل اور دن کو رات۔ اور شہرت سے شاید یہودیوں کے یہاں کی شہرت  
مراد ہو جن کا سطوت فاروقی نے بہت کچھ قلع و قمع کر دیا ہے۔ اب ہم اہلس اوف خلافت صفحہ ۱۳۳ کی عبارت تیر الفاروق  
سے نقل کرتے ہیں جس سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی کمال رحم دلی وغیرہ ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر خلق اللہ کی  
خدمت اور ضرر گری کرنا ان کی اپنی خلافت کے زمانہ سے مخصوص نہ تھا پہلے ہی وہ اس قسم کی نیکی کے کام ہمیشہ کیا کرتے  
تھے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ایک رات وہ اندھی بیوہ عورت کے اسی قسم کی خبر گیری کو گئے تو حضرت ابو بکرؓ کو وہاں پایا  
نیز سیرۃ الفاروق میں طبریؒ سے منقول ہے ایک دن ان کے ہاتھ سے غلطی سے یاسر اس اس سلاہ کو راستے  
سے ہٹانے میں درہ کا سر الگ گیا تھا کچھ زمانہ گزرنے کے بعد یاسر نے ایک دن حج کو جانے کو اجازت چاہی۔ حضرت  
عمرؓ نے اس کو اجازت دی اور چھ سو درہم لیکر اس کے گھر گئے اور کہا کہ ایک دن درہ میرے ہاتھ سے تیرے پاس پہلو  
میں لگا تھا۔ اس کی معافی طلب کرتا ہوں کہ میرے پاس کا قصاص ہے یاسر نے کہا کہ امیر المؤمنین وہ کچھ بات نہ تھی  
اور میں اس کو بھول گیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو تو یار ہے اور بھول نہیں سکتے عرض اس سے معافی لی۔ اور حج کے  
تہرج کے واسطے چھ سو درہم اپنے پاس سے ان کو دئے انتہی، نیز سیرۃ الفاروق میں طبریؒ سے نقل کیا ہے کہ اپنے ہاتھ کو  
سیت المال کے اونٹوں کو تھیل ملتے تھے۔ ایک دن ایک شخص نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے یہ کام کیوں کرتے ہیں تو کہنے لگے  
کہ خدا نے مجھے ان کا نگہبان کیا ہے اور مجھ سے ہی اس کا سوال ہوگا۔ پس جس شخص کا خدا کے خوف سے جاوڑوں کے  
ساتھ یہ حال ہو اس کی طرف ظلم و تعدی کی نسبت کرنا بجز ان لوگوں کے جو ہر گالا انعام بل ہما ضل کے



پس اصل میں یہ اعتراض قدیم نا حبیبوں خارجیوں کا تھا جو اہل سنت کے مقابلہ میں وہ پیش کیا کرتے تھے جسکے جواب سے اہل سنت فارغ ہو چکے تھے، مگر اس مجمع الضدین نے پھر زنی گندہ دہنی سے اہل ایمان کا دماغ منتشر کرنا چاہا مگر ہم اس کے جواب سے یہاں پر سکوت کرتے ہیں اس لئے کہ یہ مقررش مفقودہ خارج ہے۔ نہ کو شیعہ ظاہر کرتائے نہ بصطرح اہل سنت کو اس کا جواب دینا ضرور ہے ویسا ہی شیعوں پر فرض ہے پھر مشترک الوردہ اعتراض کے بچے ہونا خارج از بحث ہے۔

## حضرت رسول خدا کا سچا دوست ہونا ذکر جناب امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ

قولنا جب قریش نے حضرت رسول مقبول کو مکہ میں بہت ستایا تو حضرت نے مکہ سے ہجرت کا قصد کیا یہ خبر سن کر قریش نے قیس میں کھائیں کہ سارے اہل بیت کو اور رسول خدا کو آج کی شب مار ڈالینگے اقول کتب تواریخ سے جیسے ابوالفضل عامر وغیرہ انما ثابت ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برفاقت صدیق اکبرؓ ہجرت کی تو بوقت روانگی جناب امیر سے فرماتے ہوئے گئے کہ تم ابھی ٹھہرے روچوں لوگوں کی ممانعتیں جو میرے پاس ہیں ان کے حوالہ کر کے پیچھے چلے آنا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کفار کا مسہم کا سپاہہ کرنا کہ تمام دشمنان اہل بیت قتل کر دئے جائیں محض جھوٹ ہے۔ بلکہ روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو حضرت علی سے کچھ پرغاش نہ تھی اور اگر تھی تاہم سنی ہاشم کے خوف سے کچھ نہیں کر سکتے تھے چنانچہ جب وہ لوگ بعد تشریف بری رسول اللہ صلعم حضرت علی کے پاس آئے اور آنحضرت صلعم کو نہ مالتا تو بخیزل و منکب واپس گئے اور جناب امیر سے کچھ پرغاش نہ کیا چنانچہ ایک عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج ملا فتح اللہ کاشانی شینی کی جو بذیل آیت کریمہ اخراجہ الذین کفروا من قوم ہے حاشیہ بدر الدجے سے نقل کرتا ہوں۔

القصد کفار وہاں شب بخاں میرا میرا امیر المؤمنین را در جائے او خفتہ دیدند گفتند صاحب تو کجاست امیر علیہ السلام فرمود کہ نمیدانم، چون رفتند لطلب آنحضرت از مکہ بیرون آمدند انتہی

لے ایک ظاہر اور ختم جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قول جناب امیر کا نہیں ہے بلکہ قریشیوں کی تو یہ فرض تھی کہ اگرچہ میں حضرت عثمان کا غمخوار اور ان کی حفاظت کے لیے تھا مگر جو خدا نے چاہا ہوا اور ان بے ایمانوں نے وہی مطلب سمجھا جواب اس مفقودہ خارج سے سمجھا ہے اور جناب امیر کو اپنے موافق سمجھ کر خوش راضی ہو گئے قرآنم اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ غفر لہم لہم شیعوں کا جواب کچھ خارجیوں ہی سے جب ہوتا ہے خارجی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اس لئے حضرت صدیق کو ساتھ لیا تھا اور علی کو گھر چھوڑا کہ آپ واقف تھے کہ اگر علی کو کفار مارا دیں گے تو ان سے شدتی کیلئے ان کے رہنے سے نہ منوجات اسلام میں کوئی ترقی ہوگی اور نہ ان کے رہنے میں دین کا کوئی نقصان، اور ابوبکر کا وجود ضروری ہے ان سے اسلام کو ترقی ہوگی، قاغذہ و ابابا و لی الا بصار ۱۲ منہ غفر لہم لہم۔

اگر کسی قسم کی عداوت جانی ہوتی تو ایسے فرصت کے وقت میں وہ اپنے خبث باطنی سے کیوں باز رہتے، علاوہ اسکے یہ بھی مروی ہے کہ رسول صلعم نے جناب امیر سے فرمایا تھا کہ کفار تمہیں کچھ تکلیف پہنچانہ سیکنگے اور بے شک خبر رسول صادق غیر مختل الکذب ہے، اگر جناب امیر کو ارشاد نبوی کے بعد دفع شر اور اپنے محفوظ رہنے کا یقین نہ ہوتا تو پھر مسلمان ہی کیسے تھے اور ایمان ہی کیا تھا۔ البتہ جناب امیر کا یہ فعل کمال ایمانی اور تصدیق صادق پر دال ہے۔ اور اس کا کوئی مسلمان منکر نہیں۔ ہاں اگر کمال محبت اور رسول خدا کی سچی الفت تھی تو حضرت صدیق کو اہل و عیال مال و متاع کو چھوڑ کر رسول اللہ کے ساتھ ہوئے اور دشمنان دین کی ایذا رسانی کا کچھ خوف نہ کیا اور پھر جمعیت بھی کیسی کہ عافیت رسانی کیلئے کوسوں اپنے کندھے پر رسول اللہ صلعم کو اٹھائے لئے چلیں گی تو توضیح و تصدیق علامہ حیدری کے ان چہند اشعار سے ہوتی ہے، ۵

چو رفتند چنہیں بدامان دشت      قدم فلک سے بھر و ج گشت  
ابو بکر انگہ بدوشش گرفت      نے زین حدیثت جائے شکفت  
کہ در کس چہیں قوت آمد پدید      کہ بار بنوت تواند کشید

فائدہ اس فضیلت صدیقی کے مقابل میں شیعوں نے یہ روایت گھڑی ہے کہ جب فتح مکہ میں رسول اللہ صلعم خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے تو جعفر بن زبیر کے ساتھ ان کو آپ نے گرا دیا۔ باقی جو دور تھے گرانے کو آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم میرے کندھے پر سوار ہو کر ان تہوں کو گرا دو۔ آخر جناب امیر نے بعد غدر عذرت ایسا ہی کیا سو دیکھو کہ اگر صدیق اکبر نے رسول صلعم کو سوار کیا تو جناب امیر بروش نبوی پر سوار ہوئے مگر اصل قصہ ہم جلد اول میں نقل کر چکے ہیں

تو کہ جب دشمنان اسلام نے بزور جنگ احد حضرت رسول اللہ کو گھیر لیا اور زیر لگانے لگے تو اس وقت حضرت علی سینہ سپر تھے، اقول یہ نیز تو موجب روایات شیعہ مسماۃ نسیمہ کو نصیب ہوا تھا نہ کہ جناب امیر کو تفسیر الہی بیت کی روایت جس کا ترجمہ مجلسی یوں کرتے ہیں، از زمان نسیمہ دختر کعب مازینہ در خدمت حضرت ماندہ بود و حضرت اورا بجناب سے برد کہ خبر و حال را مداد کند و پیش در آن جنگ ہمراہ بود چون خاست کہ بگریز و نسیمہ مادر اورا بوجہ کرد و گفت کہ اے فرزند از خدا و رسول سے گیزی و اورا بگردانید تا آنکہ مردے از شر کاں براں سپر حملہ کردہ اورا شہید کرد۔ پس نسیمہ شمشیر سپر خود را گرفت و بران کشندہ سپر خود زد و اورا کشت حضرت اورا تحسین کرد و گفت خدا تو برکت دہد اے نسیمہ و خود را در پیش روئے حضرت بازداشتہ بود و سینہ و پستان خود را سپر کردہ بود کہ آئیے با حضرت نزد آئنا کہ جراحات بسیار را و رسیدہ ابن قتیبہ بر حضرت حملہ کر دے گفت محمد را بین نہاید من بجات نیام اگر او از من بجات یابد، پس ضربت بردوش حضرت زد و فریاد کرد کہ ملالت و غری سو گندے خودم کہ محمد را کشتم در آن حال نظر آنحضرت بنا مردے از مہاجرین افتاد کہ مے گر بخت و سپر خود را پس پشت آویختہ بود حضرت اورا ندانہ کہ اے صاحب سپر بنیاد سپر خود را

وہ برسوئے جنم و سپر انداخت حضرت نسیم را گفت کہ سپر را بردار پس نسیم سپر برداشت و با مشرکان قتال می کرد پس حضرت فرمود کہ مقام نسیم و وفائے او امر فرہتر است از مقام ابوبکر و عمر و عثمان انتہی کلامہ فی حیات القلوب تنہی رفتنی الکلام اور جب جناب امیر سید سپری تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ہاتھوں ایسے زخمی کیوں ہوئے کہ آپ کو غشی آگئی چنانچہ کشف المراد کی روایت آگے آتی ہے انہی میں سے حضرت امیر کی کیا خصوصیت ہے اس وقت حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ چودہ پندرہ صحابہ رضہ موجود تھے، دیکھو مدارج النبوة تاریخ سیوطی،

قولہ جنگ احد میں حضرت رسول خدا نے حضرت علی کو کہا انا منی اور حضرت جبریل نے کہا انا منکما، دیکھو مدارج النبوة حال جنگ احد اقول یہ الفاظ تو اور صحابہ کے شان میں بھی فرمائے گئے ہیں مشکوٰۃ شریف میں جامع ترمذی اثرات میں مقول ہے العباس منی و انا منہ اور اسی میں ہے حسین منی و انا منہ پھر تو ان دونوں حضرات کو بھی جناب امیر کے مساوی ہونا چاہیئے ولا ینفوخ بہ احد باقی رما و انا منکما کا جواب سو بر تقدیر صحت روایت واضح ہو کہ جناب سرور عالم صلعم جو حضرت جبریل سے بالفاق افضل ہیں، جب آپ نے سیدنا عباس و حسین کی نسبت انا منہ فرمایا تو حضرت جبریل کا نہ کہنا کیا مضرت ہے باوجود اعلیٰ کے انوں کا نہ ہونا مگر عند العقل موجب نقصان نہیں، اب میں اصل عبارات مدارج کی نقل کرتا ہوں جس سے معنی حدیث کی تحقیق ہوا مائیگی۔

”و میگوند کہ چون علی کرم اللہ وجہہ ایں مروا گئی کہ درود از نصرت داد جبرئیل علیہ السلام ہاں حضرت فرمود کہ ایں کمال مواسات و جوانمردی است کہ علی باتوے سرد آنحضرت فرمود انا منی و انا منہ یعنی بدستی علی از من است و من از من کما است از کمال اتحاد و اخلاص و یگانگی و آمدہ است کہ چون آنحضرت ایں کلمہ فرمود جبرئیل گفت و انا منکما من از ہر دو شمایم انتہی اور کمال خلوص و اتحاد جو لفظ انا منی و انا منہ کا متقاضی ہے اور جناب امیر کے شان میں بوقت ظهور کمال شجاعت و مروا گئی وہ الفاظ ارشاد ہوئے اور حضرات میں موجود ہے مدارج کے اسی صفحہ میں ہے و از طلحہ نہ نیز در روز احد دلاور ہوا جو آمد کہ سب ایجاب دخول جنت شد و قالہا عظیم کرد، و فرمود آنحضرت طلحہ از ہنا است کہ آنچہ بروے بود از حق بجا آورد و گوند طلحہ دست خود را سپر آنحضرت صلعم گردانید شمشیر ایں قہر را از دے رد کرد۔ دست او بواسطہ آں شل شدہ در روایتے آمدہ کہ دست خود را سپر ترے ساختہ بود کہ کافرے براں حضرت انداختہ بود و بر خنجرے خود و از کار رفت و آمدہ است کہ در روز احد شہداء زخم بر طلحہ خوردہ بود و با وجود آں ترددے کرد، و یک بارے دو ضرب شمشیر بر سر آوردہ بودند کہ از غایت الم آں افتادہ و بیوش گشتہ بود ابوبکر صدیق رضہ آمد و آبے بر روئے آوزد کہ ہوش آمد بر سید کہ رسول را حال چسیت گفت بخیر است و او مرانزد تو فرستادہ است گفت الحمد للہ ہر مصیبتے کہ بعد از ایں باشد آسان است انتہی۔ اہل تدین و انصاف اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں اور حضرت طلحہ رضہ کی شجاعت و بہادری و جانبازی، و فدائت رسول اللہ صلعم کی داد دیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اور اس روایت سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت صدیق



اکبر کے مغمورین میں نہ تھے بلکہ ہم دم رفیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رہے۔ قولہ اسی جگہ میں حضرت علی کی شان میں کافحتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار نازل ہوا اقول کیا خوب نازل ہوا فرمائیے تو یہی یہ آیت کس پر نازل ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا جناب مرتضیٰ پر پھر یہ فرمائیے کہ یہ آیت مصحف مرتضوی کی تو تین ہے جس کو امام غائب سرادہ من رائے میں دس گیارہ سو برس سے سینوں کے خوف سے لیکر چھپے بیٹھے ہیں ہمارے لاکھوں شیعہ مصحف عثمانی کی وجہ سے در طہ ضلالت میں پڑ گئے مگر امام صاحب پر سینوں کا ایسا خوف تھا ہے کہ بیسیوں سلطنتیں شیعیان باک کی خاک سیاہ ہو گئیں۔ مگر سرادہ سے سر زکاتے تک کی آپ کو جرات نہ تھی۔ بہر کیف اب واضح ہو کہ صاحب مدارج النبوة معارج النبوة سے جس کے مصنف کا سنی ہونا تو غیر متیقن اور صاحب دلیل ہونا یقینی ہے یوں نقل فرماتے ہیں کہ جب ایک آواز غیبی آئی جس کا یہ مضمون تھا مگر اوس کے بعد صاحب مدارج النبوة علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، و در روضۃ الاحیاء سے گوید کہ میں حدیث راہیں طریق بعضے ازا کا بہر محذوران و اہل شر آورده اند و لیکن ذہبی کہ محکم رجال است۔ و میران الاعتدال تضعیف و تکذیب راوی نموده است واللہ اعلم انتہی پھر کذب راوی کے بعد اب کیا باقی رہا اور نقل محض بغیر بحث اسناد کتب معتبرہ اور باقرص حدیث نہیں قرآن ہی ہو اس سے افضلیت جو بعضی کثرت ثواب عند اللہ ہے وہ کیونکر ثابت ہوئی اور اگر افضلیت ہی مراد ہے تو کہو کیا ذوالفقار و حضرت حیدر کرار دونوں خدا کے نزدیک مساوی درجہ کے ہیں سبحان اللہ میں نے جناب ولایت مآب کی زنی اللہ عنہ و اکرم اللہ وجہہ خوب ہی تعریف کی کہ ان کو لو باپتھر کے برابر کر دیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ بے شک ماقد مر اللہ حق قدرہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شیعوں سے ابھی تک اس کی تعین نہیں ہوئی کہ لا سیف الا ذوالفقار کا واقعہ عزوہ بدر کا ہے یا احد کا حضرت مغرض تو احد کا کہتا ہے نہیں اور علامہ علی بدر کا چنانچہ اس کے جواب میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں و معھا ان ذوالفقار لہد لیکن لعلی و انما کان سیفہا من سیوف ابی جہل غنمہ المسلول منہ یومہ بدر فلم یکن یومہ بدر ذوالفقار من سیوف المسلمین بل من سیوف الکفار کما روی ذلک اہل السنن فی وی الامام احمد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل سیف ذی الفقار یومہ بدر جب یہ بات باعتبار واقعات کے

۱۔ اور موضوع ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ علماء شیعہ باوجود اس شور و شغب کے حقیقت ذوالفقار کی تعین نہ کر سکے اور اقوال متناقضہ فرماتے رہے اور یہ ظاہر ہے کہ متناقض اقوال قابل قبول نہیں ہوتے اور اختلاف واضطراب روایت موجب سقوط روایت ہے، اب اختلاف کو دیکھئے صاحب منہج الکلام فرماتے ہیں و اگر تناقضات مرویات اس طائفہ راہور دیگر شل واقعہ نزول ذوالفقار از آسمان یا ہم رسیدنش در صلاح بعضے از کافران کہ قتلش ہر دست شہرہاں اتفاق افتاد یا ذوالفقار در واقع شاخ درخت خرمیا یا تاسن سبب و خیزو بود کہ معجزہ نبوی و حضرت خود ظہور نمود یا دکنم دائرہ محبت و وسیع تر میشود، انتہی ۱۲ منہ غفر اللہ لہ

غلط ثابت ہو گئی تو اس قسم کی جتنی روایتیں ہو گئی غلط ہو گئی۔ اور اسی قبیل سے ریاض الشفرہ کی یہ روایت بھی ہے۔

عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادى ملك من السماء ويوم بدس فقال له رضوان لا سيف الا ذوالفقار ولا فتى الا على اخوجه المحسن من غمره العبدى **قولہ** حضرت علی اس جنگ سے بھاگنے کو کفر سمجھتے تھے جیسا کہ فرمایا اکبر جلد الایمان ان لی بک اسوۃ مدارج النبوة **اقول**، اس پر چند شبہ ہیں (۱)

بند صحیح ثابت کرو کہ یہ جناب امیر سی کا قول ہے (۲) یہ ثابت کرو کہ کفر سے کفر حقیقی جو خدا ایمان ہے وہی مراد ہے نہ کفر ان نعمت (۳) یہ کہو کہ جب کوئی شخص کفر سے توبہ کرے اور اس کا توبہ عند اللہ مقبول ہو جائے تو بھی وہ شخص مورد الزام و طعن ہو سکتا ہے یا نہیں (۴) اس روایت کے موافق تو وہ صحابہ بن کو حضرات شیعہ بھی کامل الایمان و جانشاہ

حضرت بیدر کرار کہتے ہیں جیسے حضرت عمار بن یاسر مقداد بن اسود۔ عبد اللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم حسب رسم شیعان خارج از ایمان ہوئے جاتے ہیں۔ کیونکہ آخر یہ حضرات بھی تو مغفورین میں ہیں۔ چنانچہ آپ کے امام اعظم شیخ علی کشف المراد شہداء کثرتہ اجماع میں فرماتے ہیں وَمِنْهَا فِي غَزْوَةِ اَحَدِ جَمْعٍ لَهُ الرَّسُولُ بَيْنَ اللِّوَاءِ وَالرَّايَةِ وَكَانَتْ رَايَتُهُ الْمَشْرُوكِينَ مَعَ طَلْحَةَ وَكَانَ يَسْمِي كُنْشَ الْكِنْتَةِ فَقَتَلَهُ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاحْذَرِ الرَّايَةَ

غیرہ قتلہ علیہ السلام قلم نزل قتل واحد بعد واحد حتی قتل تسعة نفر فانضم المشرك واشتغل المسلمون بالغنائم فحمل خالد بن ولید باصحابہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضربوا بالسيوف والرماح حتی غشي عليه وانضم الناس عنه سوى علی عليه السلام یعنی غزوہ احیں جناب امیر نے بڑے بڑے کارنیاں کئے کئے کفار کو مار بھجایا۔ مگر جب ادھر مسلمان لوٹ میں مشغول ہو گئے تو خالد بن ولید نے جواب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول صلعم پر اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کیا اور آپ کو نیزہ وغیرہ سے اس قدر ایدہا پونچایا کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور سوائے جناب امیر کے تمام لوگ آپ کو چھوڑ بھاگے۔ اس روایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ بجز جناب امیر کے اور کوئی صاحب مقبولین شیعہ سے بھی موجود نہ تھے اب حضرات شیعہ جو کچھ چاہیں ان لوگوں کو بھی کہیں اور پھر اپنے ایمان کی فکر کریں۔

**قولہ** حضرت علی ابتدائے شورش سے آخر وقت تک حضرت رسول صلعم کے ساتھ رہے اور خدمت آخری تک ہمراہ و تکفین تدفین بجالاتے رہے **اقول** کوئی کچھ کرے۔ مگر حضرت صدیق اکبر کی رفاقت کو نہیں پاسکتا جس کی تصدیق پیغمبرین کی اس حدیث سے ہوتی ہے ان من امن الناس علی فی صحبته وماله ابوبکر ترمذی میں ہے قال رسول اللہ صلعم ما لاحد عندنا يد الا وقد كافيا ما خلا ابوبکر فان له عندنا يد ابنا فنه الله يوم القيامة دوسری روایت ہے کہ آپ نے حضرت صدیق اکبر سے فرمایا انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الخوض اور حضرت صدیق اکبر کی رفاقت و جلالت شان کا موازنہ اہل تدین و انصاف مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث

سے کر سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے سامنے کسی دن حضرت صدیق اکبرؓ کا ذکر ہوا آپ رونے لگے اور فرمایا کاش میرے تمام اعمال ابوبکر کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہوتے رات تو وہ رات جس میں وہ رسول صلعم کے ساتھ غار کی طرف چلے تھے۔ اور جب وہاں پہنچے تو جناب رسالت میں عرض کرنے لگے جب تک غار کے اندر میں نہ جاؤں آپ ہرگز اس میں تشریف نہ لے جائیں۔ اس لئے کہ اگر اس میں کوئی موزی ہوگا۔ تو بلا سے میں ہی آپ پر تصدق ہو جاؤں گا۔ حضور تو اس کے شر سے محفوظ رہینگے۔ آخر ابوبکرؓ غار میں داخل ہوئے۔ اور تمام جھاڑو دیا۔ اور ایک جانب میں چند سوراخ تھے ان کو اپنا ازار بچھا کر بند فرمایا۔ مگر دو سوراخ بچ رہے اور کھڑا کافی نہ ہوا۔ تو آپ نے اپنے دونوں قدم سوراخوں میں رکھ دئے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ کہ اب حضور اندر تشریف لائیں۔ عرض حضور اندر تشریف لے گئے اور اپنے یار غار ابوبکرؓ کے گود میں سر رکھ کر سو رہے ادھر ابوبکرؓ کے پاؤں میں بل کے اندر سے ساپ نے کاٹا۔ مگر وہ اس خوف سے کہ آپ کہیں نہ جاگ اٹھیں اپنی جگہ سے نہ ہلے اللہ رے عشق صادق کہ ایسی مصیبت و صدمہ کے وقت اپنے محبوب پاک کی ادنیٰ تکلیف گوارا نہ ہوئی مگر چنی قطرے آنسو کے رطل اختیار چہرہ اور پرٹیک پڑے جسکی وجہ سے آپ جاگ گئے اور پوچھنے لگے ابوبکرؓ میں کیا ہوا۔ عرض کیا آپ پر میرے باپ و ماں قربان ہوں مجھے تو ساپ نے کاٹ لیا۔ آنحضرت صلعم نے وہاں پر جواب دین شریف لگا دیا اور تمام تکلیفیں فوراً جاتی ہیں مگر آخر عمر میں اسی زہر نے عود کیا اور اسی سے ابوبکرؓ کا انتقال ہوا رجسٹران اسد صدیقیت مخلوط بہ شہادت ہو گئی اور کس درجہ کی مناسبت نامہ حضور نبویؐ کے ساتھ حاصل تھی کہ جس طرح وہاں وفات شریف کے وقت یہودیہ کے زہر خورانی کا اثر عود کر آیا یہاں ساپ نے زہر نے عود کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصالحین اور دن وہ دن ہے۔ جب بعد وفات سرور عالم صلعم اقوام عرب مرتن ہو گئیں اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ اگر وہ ایک سی بھی روک رکھینگے۔ تو ہم ان سے جہاد کریں گے حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تالیف قلوب و نرمی کے ساتھ پیش آئیے فرمانے لگے۔ ایام جاہلیت میں کہاں تو وہ ہمارا زور شور اور آج اسلام میں یہ بزدلی و ناسردی بے شک وحی منقطع ہو گئی اور دین کامل ہو چکا پھر کیا دین میں نقصان آجائے اور میں زندہ رہوں اور حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ خیال خلاف واقع حسن ظن پر فقط مبنی نہیں ہے بلکہ یہ بھی شکوۂ نبوت سے ہی مقتبس ہے کتب احادیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول صلعم میرے زانو پر سر رکھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے اوس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی نیکیاں سارے ستاروں کے برابر ہوں۔ فرمایا ہاں عمرؓ میں نے کہا ابوبکرؓ کا کیا حال ہے فرمایا عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں ان دو حلیوں کے بعد اہل ایمان کیلئے حضرت صدیق کی عظمت و شان و علو مکان میں کون سا محل اشتباہ باقی رہا۔ ہاں حضرات شیعہ کے ظنون فاسدہ و نقولات کا سرا کا جواب جو ان سے اصحاب

باصفا و ازواج مطہرات حضرت شفیع روز جزا صلعم کے خباب پاک میں صادر ہونے میں ہجر اس کے کردار الخبدا کر کے حسب ارشاد نبوی لعنة الله على شرکم پر اکتفا کیا جائے اس غریب اسلام کے وقت میں اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور ساتھ رہنے نہ رہنے کا جواب ہم انشاء اللہ آگے دینگے علاوہ اس کے تجزیہ و تکفین کرنا کچھ خباب امیری کا حصہ نہ تھا۔ اس میں حضرت عباس وغیرہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے تو ان کو بھی خباب امیر کے مساوی ہونا چاہیے۔

قولہ حضرت علی کی شان میں رسول قبول نے فرمایا ہے انی فارق فیکم الثقیین الخ قول الی آخرہ پر کیوں اکتفا کیا۔ پوری حدیث کیوں نقل نہ کی۔ بہر کیف واضح ہو کہ پوری حدیث یوں ہے انی فارق فیکم الثقیین کتاب اللہ و عترتی اس کی شرح میں صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں عترة الرجل اقطع نحر و هم بنو عبد المطلب وقیل اهل بئینہ الاقربون و هم اولادہ و علی و اولادہ و قتل عشیرتہ الاقربون و الا بعدون منهم و منہ حدیث الصدیق رضی اللہ عنہ نحن عترة رسول الله صلی اللہ علیہ و سلم و بیضۃ اللتی تفقات عنہم لانهم کأھم من قریش و منہ قولہ حبن شاور فی اساری بدر عترة فاک و قومک اراد بعترة العباس و من کان فھم من بنی ہاشم و بقومہ فریشا و المشھور ان عترة من حومت علیھم الزکوة انتی اور قاموس میں عترة کے معنی یوں بیان کئے ہیں و نسل الرجل و جماعہ و عشیرتہ الا ولون من مضی و غیر پس محاورات صحابہ و تصریحات ائمہ لغت سے معلوم ہو گیا کہ عترة سے کوئی خصوصیت خباب امیر کی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ عترة میں تمام بنی ہاشم و اقارب رسول صلعم جن میں خباب امیر بھی شامل ہیں۔ پس اس حدیث کو خباب امیر کے خصوصیات میں شمار کرنا محض اہل فہم سے ہے۔ اب انصاف والو۔ ترا انصاف کرو کہ رسول صلعم نوست کی ہر امت کیلئے دو چیزیں بھڑک جائیں کتاب اللہ و عترة رسول اللہ و حضرات شیعہ فرمائی کہ کتاب اللہ کو حضرت علی نے چھپا دیا و تا طور امام غائب کسی کو وہ اصلی اور غیر محرف قرآن نصیب نہ ہوگا۔ پھر اس ناپاک خیال کے موافق حضرت علی خائن ٹھہرے یا نہیں اور امت کی گمراہی کا مواخذہ کس کے سر پر۔ علاوہ اس کے حدیث سے یہ بھی محال ہو گا کہ کتاب اللہ و عترة میں موافقت ضرور ہے افعال عترة کو کتاب اللہ کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ امت کو ثقیین پر عمل ممکن ہو اور بموجب مذہب شیعہ حضرت امیر کے اقوال و افعال بالکل مخالف قرآن میں ایک پر عمل کیجے تو دوسرے کو چھوڑنا پڑتا ہے حضرت علی نے بقول شیعہ تفسیر کا حیلہ ایسا ایجاد کیا کہ ساری شریعت برباد ہو گئی۔ مگر آپ کی عصمت و عدالت پر وہ تب تک مذاہب ازباید تھیں خیر امر تو یہ ہے کہ آپ کے جن افعال و اقوال کو تفسیر پر محمول کر سکتے ہیں قسمت سے وہی مطابق کتاب اللہ ہوتے ہیں اور آپ کا اصلی مذہب و عقیدہ بیان کیا جاتا ہے لکھنا کتاب الہی سے کوئی نسبت نہیں۔ کہ لے اتفاق کی کتاب اللہ تردید کرتی ہے۔ اور آپ اس کو اصلی دین قرار دیتے ہیں۔ اور واجب

بتائے ہیں۔ لحدت میں عصمت نفوذ باللہ

قولہ ترمذی میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے اپنے یاروں میں ایک دوسرے سے بھائی چارہ کیا جب حضرت علی آئے اور عرض کی کہ حضور نے مجھے کسی کی اخوت میں نہ دیا تو حضرت نے فرمایا اے علی تم دینی دنیا میں میرے بھائی اور یا ہوا قول کیا ترمذی کی یہ روایت دیکھتے ہوئے آنکھیں جاتی رہی تھیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی سرفیق و دفیقی یعنی المجتہد عثمان اور کیا صحیح مسلم کی اس روایت کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذاً خلیلاً لآتخذت ابابکر خلیلاً و لکنہ اخی و صاحبی ان روایتوں کو اہل تدین تدریجاً ملاحظہ فرمائیں اور خلفاء اربعوں سے جس کو چاہیں افضل کہیں۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ برادری کوئی مخفی امر نہیں ہے پھر بھائی کو بھائی کہنا محل استعجاب کیا ہے برخلاف ان لوگوں کے جسکی اخوت کا مدار فقط محبت و اتحاد پر ہو، فافترنا۔

قولہ نو حضرت رسول قبول کا قول تھا کہ علی میرا ولیا دوست جان نثار ہے جیسا موسیٰ کا ہارون اقول اولاً واضح ہو کہ اس مقررہ سے حدیث اناب معنی بھائی ہارون و بن موسیٰ کا یہ مطلب بیان کیا ہے نہ انبیا یہ جاننا چاہئے کہ علامہ امام بیہقیث سے اس حدیث کو خلافت ترقصویٰ پر جس سمجھ کر برابر ہی راگ گاتے ہوئے آئے ہیں کہ سیطرہ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے اسی طرح خباب امیر بن زبان نبوی خلیفہ میں مگر جب مترن کے نزدیک وجہ شبہ محبت سے نہ خلافت تو اس سے اکابر امامیہ کے وہ سب دعاوی باطل بالکل ہوا ہو گئے۔ اگر کہو کہ محبت ہی ہی مناط خلافت ہے تو ہم کہیں گے کہ دیں صورت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اخی یا اخلافت ہو گئے۔ اس لئے کہ ترمذی شریف میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس میں بیٹھا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور فرماتے لگے ہمارے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو۔ آخر میں تے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ علی و عباس حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا تم جانتے ہو یہ کیوں آئے ہیں عرض کیا نہیں فرمایا میں نے اجازتوں جاؤ اجازت دو عرض دو تو صاحب شریف لائے اور عرض کیا ہمیں یہ دریافت کرنا ہے کہ حضور کے اہل بیت میں سے کون شخص آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے فرمایا فاطمہ دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم اس لئے نہیں حاضر ہوئے کہ آپ کے خاص اہل کا حال دریافت کریں فرمایا میرے اہل میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جس پر خدا تعالیٰ نے انعام کیا۔ اور میں نے بھی۔ یعنی اسامہ بن زید۔ تب دونوں صاحبوں نے عرض کیا پھر کون۔ فرمایا علی بن ابی طالب۔ حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو سب سے سچھے رکھا۔ فرمایا علی تم سے ہجرت میں سابق ہیں انتہی۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ محبوب ہونے کو افضل ہونا لازم نہیں کیونکہ حضرت علی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بالاجماع افضل

ہیں۔ بندہ کہتا ہے اصلح اللہ شانہ کہ اس حدیث سے یہی معلوم ہو گیا کہ تقدیم ایمانی وقرب نسبی پر خدمت اسلامی کو بہر صورت ترجیح ہے کیونکہ حضرت علی کے تقدیم ایمانی کو محل ترجیح میں ذکر نہ فرمایا اور نہ حضرت عباس کے قرب نسبی کو ملحوظ رکھا بلکہ حضرت علی کی خدمت اسلامی یعنی ہجرت کا لحاظ کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ حضرت علی کا سابق الایمان بالفرض ہونا خلفائہ ثلاثہ کیلئے اسلامی خدمت کے مقابل میں وسیع نہیں ہے نیز حبیط حضرت امیر حضرت عباس سے باوجود قرب نسبی محض تقرب فی الہجرت کے باعث محبوب تر ٹھہرے خلفائہ ثلاثہ کو بھی جناب امیر سے وجہ سابق الہجرت ہونے کے زیادہ محبوب ہونا چاہئے اور نیز بموجب قاعدہ منقرض ہواہ اللہ کہ از یاد محبت کو منطافضلیت سمجھنا ہے۔ جناب امیر سے افضل کمالی علی المرتضیٰ ہذا ناظر فی وہو واضح عندی۔ ابیں ہمہ جب حب تحقیق علامہ علی قاریؒ زیادہ محبوب ہونے سے افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا تو اگرچہ رسول صلعم کو حضرت خلفائہ ثلاثہ سے جناب امیر سی محبت نہ ہو مگر اس سے ان کی افضلیت خلفائہ ثلاثہ سے ثابت نہیں ہوگی۔ ورنہ کہنا پڑیگا۔ کہ حدیث سابق کے موافق حضرت اسامہ جناب امیر سے افضل ہوں والا لازم باطل فالملزوم مثلاً

ذکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

سچے دوست تھے

قولہ جنگ احد و جنگ حنین میں رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگے اقول محض دروغ بے فزون ہے اور تاریخ متنبہ سے اسکی تکذیب ثابت ہے دیکھو تاریخ سیوطی مدارج النبوة قولہ حضرت رسول اللہ کے تجنیز و تکفین میں شریک ہوئے اقول اس کا جواب آخر کتاب میں آئیگا انشاء اللہ

ذکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قولہ حضرت عمر کا خود قول تھا کہ قبل اسلام حضرت رسول اللہ پر انداز سانی میں میں اشد انسان تھا اور ابوجل سے کم نہ تھا۔ دیکھو سیرۃ الفاروق ص ۲۰۰ اقول چہ دلاور است دزدے کہ بکت چران دزد اور او لام سیرۃ الفاروق کی عبارت نقل کرتے ہیں اس کے بعد اہل فہم اس جمل مرکب کی غباوت خود دیکھ لیتے کہ اس تک آپ کو سیدی سادی اردو عبارت کے سمجھنے کا بھی شوق نہیں ہوا اور صنفوں کا متہ پڑانے بیچھ گئے سیرۃ الفاروق کی عبارت ملاحظہ ہو بعض روایات میں خود حضرت عمر کا قول بھی ملا ہے کہ میں رسول اللہ کے زمانے میں ان پر اشد انسان تھا حضرت عمر حبیط رح کہ عزت اور وجاہت اور رعب میں ابوجل سے کم نہ تھے اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی مخالفت اور مسلمہ انوں کو سختی کرنے میں اس سے کم نہ تھے کیونکہ جناب رسول اللہ دونوں میں سے ایک کے مسلمان ہوجانے کی دعا خدا سے

کیا کرتے تھے؟ انہیں اہل فہم اس متعزز کی حماقت کو دیکھیں کہ ایسا اول سے آخر تک حضرت فاروق اعظم کا قول ہے یا اس لفظ سے، حضرت عمر حبیطہ الخ صاحب سیرۃ الفاروق کا طبع زاد ہے اس جہل مرکب کو اس سے بھی حیا نہیں آئی کہ سیرۃ الفاروق کچھ یہودیوں کی عبرانی زبان میں نہیں ہے کہ بے چارے سیدھے سادے ہی مسلمان اس کو نہ دیکھ سکیں گے۔ لوگ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے ہاں شیطان نے ہمیں لکھنے کے وقت کان میں یہ پھینک دیا ہو تو بعید نہیں کہ یہاں جو چاہو لکھو اور وہ عبارت کی نا فہمی کا کس کو خیال ہو گا۔ جو قصح نقل کے پیچھے اپنا وقت ضائع کر گیا۔  
**قولہ بوقت صلح حیدرہ حضرت عمر نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایسا شک کبھی نہیں ہوا جیسا آج ہوا دیکھو مدارج النبوۃ اقول،** کیا خوب کسی نے کہا ہے سع سیاسی از حبشی نے رود کو فروز گشت پھر یہ غریب دروغ گوئی اور افتراء پر رازی سے جو اس کی گٹھی میں پڑی ہوئی ہے کیونکر بازہرہ سکتا ہے بہر کیف اب ہم اہل عبارت مدارج النبوۃ کی نقل کرتے ہیں جس سے متعزز کی دیانت اہل انصاف پر ظاہر ہو جائے گی،

نقل است از عمر بن الخطاب کہ گفت درآمد دران روز در دل من اعظم و مراحت کردم با حضرت صلح کردم کہ اگر شل آن نکرہ بودم و فرم نہ رسول و گفت کہ آیا تو پیغمبر حق هستی و فرمود بے ہستم گفت ما بہ حقیم و مخالفان ما براطل گفت بے ہستم پس چرا این مذلت و حقارت گشتم و با سطور صلح نمودہ باز فریم آنحضرت فرمود اے پیغمبر خطاب بدرستہ کہ من فرستادہ خدایم و بے فرمانی و بے نیکم و وے ناصر و معین من است او مرا ضائع نخواہد گذاشت و از این جا معلوم شد کہ ایں صلح بوجہ واقع شد نہ برائے و اجتناد۔ عمر گفت یا رسول اللہ تو مارا وعدہ کردی کہ زود باشد کہ بکر ویم و طواف خانہ کعبہ بجا آیم و فرمود اے کردم و لیکن گفت کہ اسال اے عمر عمر مجھ کو تو بنیارت کعبہ خواہی رسید و طواف خواہی کرد گفت عمر پس پمچان خیز و اندھو پس از پیش آنحضرت برخواستم و زود ابو بکر فرستم۔ ہماں حکایت کہ بعض حضرت رسانیدہ بوم باوے نیز نفتم و ہماں جواب کہ اں حضرت گفتہ بود از ابو بکر نیز شنیدم و ایں حکایت دلیل است بر کمال علم و وفور صدق و یقین صدیق اکبر و متابعت وارث ہی بیٹ ما حسب اللہ فی صدری شیدا الا حسبیت فی صدری ابی بکر رضی اللہ عنہ و روایتے آنکہ صدیق بعمر گفت اے مرد برو دست درکاب اورن پیچ اعتراض مکن کہ وے فرستادہ خداست و ہر چہ کند بوجہ کند و مصلحت در اں باشد و خدا ناصر اوست و ایں قول عمر بر سبیل استکشاف و انفسار بودہ بر سبیل شک و انکار چنانکہ روانض میگویند۔ حاشا و باوجودے گفت وے رضی اللہ عنہ عمر سے است کہ از و سوسہ شیطان و کید نفس کہ دران روز در خاطر من گذشتہ بود استغفار سے کنم و باعمال صالحہ از صوم و صلوة و عتاق و تصدقات و سبیل می یویم تا کفارت اں جرات من گردد، اتقی بجنسہ، اے اہل انصاف اب اس عبارت کو دیکھئے اور متعزز کی دیانت داری و حیا کی داؤد بکھئے۔ بہر کیف اب ہم اس مقام میں اس فائدہ کا بھی ذکر کرتے ہیں لایعنی ضروری سمجھتے ہیں جو اس عبارت سے مستنبط ہوتا ہے و باللہ التوفیق رسول اللہ صلعم کا حضرت فاروق اعظم کو اس طرح تسکین دینا اے عمر عمر مجھ کو تو بنیارت کعبہ خواہی رسید و طواف خواہی کر



صاف بتا رہا ہے کہ معاذ اللہ حضرت فاروق کو نبوت سید الانبیاء علیہم السلام والشیخین ہرگز کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوا۔ بلکہ انہیں فقط یہی غم تھا کہ انہوں نے زیارت خانہ کعبہ نصیب نہیں ہوئی اور مسلمانوں کو اس طرح دیکر صلح کر لینا پڑا۔ جس سے بظاہر اسلام کی توہین معلوم ہوتی ہے۔ اگر خدا خواستہ نبوت میں کچھ شک ہو تا تو آپ یوں فرماتے اے عمر سرگز درخول ما کذب را بد نظریست و ازین شک و تذبذب خود کہ کفر محض و ارتداد صرف است تا بے شود فکر ایمان کن اور نہ کافر کو حصول زیارت کعبہ راد اللہ شرف و کرامتہ کا اطمینان دلانا محض پھر و پوچھئے شان رسالت کے شایان نہیں اور اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مفسرین کا امر عظیم کو شک نے المینۃ سے تعبیر کرنا بھی بر حماقت ہے،

**قولہ جنگ احد میں حضرت رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔** دیکھو شرح تجرید علامہ خوشنویسی رحمہ اللہ، و معارج النبۃ اقوال آپ کی اردو دانی تو ظاہر ہو چکی اب زیادہ اظہار قابلیت کی کیا ضرورت ہے اس وقت اگر شرح تجرید ہوتی تو یہاں بھی آپ کی قلمی کھول دی جاتی۔ مگر اس قدر جان لینا چاہیے کہ تجرید طوسی شیعی کی تصنیف ہے جس میں وہ صحابہ کرام کی نسبت بہت کچھ نہ بیان کیا ہے جسکی تردید شارح تجرید علامہ خوشنویسی نے کی ہے پس اصل یہ ہے کہ یہ اعتراض بھی منجملہ بیانات طوسی ہو گا۔ جس کو یہاں غایت ترین سے شارح کا بہت کیا جاتا ہے با اس ہمہ تازہ سیوطی کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں جس سے اعتراض کی تحقیق واضح ہو جائیگی۔ قال النووی شہد عمو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المشاہد کلھا وکان من ثبت معہ یوم احد یعنی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام غزوہ میں شریک رہے اور بروز جنگ احد ثابت قدم رہنے والوں میں تھے۔ اور حسب تصریحات ثقافت سے اعتراض کا بطلان ثابت ہو گیا تو بالفرض اگر معارج النبۃ میں اس کے خلاف بھی لکھا ہو۔ تو وہ کچھ مفسرین۔ کیونکہ خود یہ کتاب ناقابل اعتبار ہے۔ بلکہ بعض اکابر ثقافت سلمہ اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ مصنف سماعی بھی شیعہ ہے واللہ اعلم اور نے تحقیق اس کی روایات شیعوں کی تک بندیں سے کم نہیں ہیں۔

**قولہ جنگ جین سے بھی گریز فرمایا اقوال** یہ بھی شیعوں کی تک بندی ہے۔ خیر اگر علم و فہم سے مجبور تھے۔ تو سیرۃ الفاروق ہی کو دیکھ لینا تھا۔ کہ اس میں لکھا ہے اسی طرح حضرت عمرو باقی مشہور لڑائیوں جین اور طائف اور تبوک وغیرہ میں شریک تھے جین میں فوج کی اتاری اور پریشانی کے وقت آنحضرت کے پہلو میں ثابت قدم کھڑے تھے۔ قولہ حضرت رسول اللہ کی تجرید تکذیب میں شریک نہ ہوئے اقوال اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ آخر کتاب کے سوالات خمسہ میں آئیگا۔ فلن من المنتظرین۔

ذکر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

قولہ جنگ احد میں حضرت رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے شرح تجرید علامہ خوشنویسی رحمہ اللہ اقوال اس کی کیفیت

یہ ہے کہ جب اڑائی لگا گئی اور کفار کا غلبہ ہوا صحابہ کرام لڑتے بھڑتے ایک دوسرے سے متفرق ہو گئے۔ اس وقت شیطان علیہ اللعن نے آدمی کی صورت میں آکر پکار دیا کہ دشمنان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو مقتول ہو گئے۔ اس خبر وحشت اثر کے منتہی لوگوں کی ہمتیں چھوٹ گئیں بے سر کی فوج ہو گئی۔ بہت لوگ جن میں عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ میدان چھوڑ نکلے۔ فقط چند مہاجرین و انصار جن میں حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما و اسد اللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے مگر جب اس خبر کی تغلیط ظاہر ہو گئی۔ تو پھر تمام لوگ موجود ہوئے اور ارحم الراحمین نے بھی ان کی اس نفرت کو معاف فرما دیا۔ اور یہ آیت سرایا نشارت نازل فرمائی۔ ان الذین تولوا منکمہ یوم النقی الجحمان انما اھزلہمہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنکھم ان اللہ غفور رحیم اور جب خدا و دوزخ عالم نے ممان فرما دیا پھر اس پر اعتراض کی بخر خست طینتی کے اور کوئی وجہ نہیں۔ اب میں ایک حدیث اپنے سنی بھائیوں کے اطمینان نفس اور ان کو موسومہ شیطانی سے بچانے کیلئے نقل کرتا ہوں مشکوٰۃ شریف کے ابواب المناقب میں بخاری شریف سے منقول ہے کہ ایک شخص مصر کا رہنے والا حورافضی یا خارجی ہو گا بار بار دھج آیا تھا۔ اس نے چند لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ کسی نے کہا فریسیں۔ اس نے کہا ان میں بڑا کون ہے۔ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ۔ تب اس نے حضرت ابن عمرؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اچھے بھلاکے تھے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ وہ بدر سے غائب رہے۔ اور حاضر ہوئے۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعتہ الرضوان سے غائب رہے فرمایا ہاں۔ اس پر اس نے راطر الکاء کہا اللہ کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا بیان آؤ میں نہیں ان سب کی وجہ بتاؤں۔ احد سے فرار ہونے کی نسبت میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے ان سے معاف فرمایا۔ اور بدر سے غائب رہنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زبیرؓ نے رسول صائم و روجہ عثمانؓ ہار لیں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تمہیں بدر میں رہنے والوں کے برابر ثواب اخروی اور غنیمت ملے گی۔ اور بیعت الرضوان میں نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ اگر کوئی شخص حضرت عثمانؓ سے زیادہ اہل مکہ کے نزدیک عزت والا اور بالشرع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو بھیجتے مگر کوئی ایسا نہ تھا اس لئے حضرت عثمانؓ بھیجے گئے۔ اور بیعت الرضوان ان کے پیچھے میں واقع ہوئی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست راست کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ اور اس کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا۔ (یعنی خود آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کیا) فرما کر حضرت ابن عمرؓ نے سائل کو فرمایا کہ اپنے ساتھ میری باتیں بھی لیتے ہوئے جاؤ یعنی اپنے اعتراض کا جواب بھی شامل لیتے جاؤ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس روایت کو بغور ملاحظہ کریں۔ اور شکایات ملاحظہ کو اپنے قلوب و سینہ میں سرگز جگہ نہ دیں قولہ حبیب السیر میں ہے کہ آپ ایسے بھلاکے کہ تین دن تک آپ کا پتہ نہ لگا۔ اقول، دو چار شبی نہ انجھیں کاہ اور یا ہوتا۔ تاکہ اہل سنت لاجواب ہو جائیں۔

قولہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ مسلمانانِ روبریت آورد و حضرت رسول راتنگذاشتند اقول جہانانہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ مرداں بھی جھانگے والوں میں تھے ورنہ تنہائی کیسی قولہ حضرت رسول نے مردان بن حکم کو مدینہ سے مردود کر کے نکالا۔ مگر آپ نے اس کو اپنا دریا کیا اقول یہ محض غلط ہے بلکہ مروان کا باپ حکم نکال گیا تھا کیونکہ انہوں نے بعض باتیں فتنہ کی کی تھیں۔ پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ سیر فرقت ہو گئے جس کی وجہ سے فتنہ کا احتمال نہیں رہا اور فتنہ انگیزی سے تو یہ بھی کی پھر بلائے میں کیا حرج رہا۔ لا اخذ امر العلاء، علاوہ اس کے حضرت ذی النورین سے خود مروی ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا لینے کی اجازت لے لی تھی۔ پھر اہل ایمان کیلئے اب اعتراض کا موقع کہاں رہا۔ اور حضرت عثمان کی طرف سے جھوٹ کی بدظنی یہ خاص ہے ایمانوں کی علامت ہے معاذ اللہ جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اس کی عادات و خصائل کو اپنے خصائل شریفیہ سے مشابہتیں اس کو حضرت شیعہ متہم کذب کریں یہ کس قدر بے انصافی ہے، فاعتبوا یا اولی الا بصار شیعوں کا یہ اعتراض بھی یہود مدینہ و عرب کے مشابہ ہے جب حضرت فاروق نے خیزہ عرب کو غیر اسلامیوں سے نکالی کرنا چاہا۔ تو ان لوگوں نے یہی اعتراض کیا کہ ہم رسول صلعم و حضرت صدیق کے زمانہ میں رہے پھر آپ کیوں نکالتے ہیں۔ تو حضرت عمر نے جواب دیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہا ہے کہ آپ عرب کو غیر اسلامیوں سے خالی رکھنے کو فرماتے تھے اوگما قال پس جہ طرح حضرت عمر نے اپنے علم پر عمل کیا حضرت عثمان نے بھی کیا۔ اعتراض کی کیا بات ہے جب حسب ارشاد نبوی واقع ہوا۔ قولہ آپ بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تجنیز و تکفین میں شریک نہ ہوئے۔ اقول اس کا جواب بھی انشاء اللہ آئندہ آئیگا۔

## بحث علم یعنی شریعت کا عالم باعمل ہونا

ذکر امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ

قولہ اس میں حضرت علی علیہ السلام کا نسب معروف ایک حدیث سے جو اصحاب علم و تقویٰ کیلئے کافی اور جامع ہے ثابت کر کے قصداً اس خانہ کو یہ کہہ چھوڑتے ہیں ص حاموشی از ثنائے توحید ثنائے تست، یعنی حضرت رسول خدا نے فرمایا انا مدينۃ العلم و علی بابہا اقول حدیث صحیح میں رسول صلعم کا ارشاد مروی ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے میرے سینہ میں ڈالا اس کو انوکھ کر کے سینہ میں ڈال دیا۔ اب فرمائیے کس کا علم زیادہ ٹھہرا علاوہ اس کے دروازہ ہونے افضلیت لازم نہیں آتی۔ دیکھو عرف میں بولا جاتا ہے شرح جامی علم کا دروازہ ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شرح ملا تمام کتب حدیث و تفسیر سے افضل ہو جائے الطہم بود مفتاح الصلوٰۃ سے دشوکا نماز سے افضل ہونا

لازم آئے بلکہ سر ایک آد کو ذی آلہ سے افضل ٹھیرایا جائے۔ اگر یہ فرمائیے کہ اس وقت جناب امیر تمام خلفائے ثلاثہ و دیگر عظام رض کے حصول علم کے لئے واسطہ اور ذریعہ ہو جائے تو جاننا چاہئے کہ دروازہ کا محتاج وہی شخص ہوتا ہے جو شہر کے باہر کارہنے والا ہو۔ شہر کے رہنے والوں کی کیا حاجت ہے عرض خلفاء ثلاثہ جو بمنزلہ مسکن شہرین انکو دروازہ کی کوئی حاجت نہیں۔ اور ایک جواب نہایت صحیح اور چسپہ اہل حق کیلئے لکھنا ہوں۔ جسکی طرف بعض محققین صوفیہ رض و اہل علم و ادب نے اشارہ کا لفظ فرمایا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا علم و دہم کا ہوتا ہے ایک علم نبوت، اور دوسرا علم ولایت اور حدیث مدینہ العلم سے علم دلالت ہی مراد ہے اور جناب ولایت باب کرم اللہ وجہہ اسی علم ولایت کے دروازہ ہیں۔ افراد است سے جو شخص علم ولایت کا طالب ہوگا اس کو حضرت امیر ہی کا صدقہ یہ علم حاصل ہوگا اور حضرات خلفاء ثلاثہ کہ مقتبس مشکوٰۃ نبوت ہیں ان کے لئے تو سر جناب امیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ وہ اس کے محتاج ہیں نہ اغائیہ تحقیق الکلام و العلم عند الغیر الزالمام۔ گرچہ اس جواب کی خوبی سے حضرات شیعہ کو بھجور دی درود انکار کے اور کچھ نصیب نہیں مگر طالبان حق ضرور فائدہ اٹھائینگے۔ اور اس قسم کے جوابوں کی ضرورت بصورت تسلیم روایت ہے ورنہ نے تحقیقت یحییٰ ایک بے اصل افسانے کا بر محمد بن رحمہم اللہ اس کی اصلیت کے منکر اور اس کو موضوع فرماتے ہیں چنانچہ علامہ سیوطی الدمشقی الامامیہ الشہرہ میں نے حدیث افامدینۃ العلم و علی بابھا الترمذی من حدیث علی وقال منکر و انکرہ البخاری راسا و الحاکم فی مستدرکہ من حدیث ابن عباس وقال صحیح قال الذہبی بل هو موضوع وقال ابو ذر عہ کہ خلق افندضحو فیہ و قال یحییٰ بن معین اصلہ و کذا قال ابو حاتم بن سعید وقال الدارقطنی غیر ثابت وقال ابن وقیف العبد لم یشتبوع و ذکرہ ابن الجوزی نے الموضوعات انتقہ۔ بس جس حدیث کی نسبت امام ترمذی منکر فرمائیں اور امام بخاری اس کی اصلیت ہی سے انکار فرمائیں۔ اور جبکہ امام ذہبی موضوع اور ابن معین اور ابو حاتم بے اصل اور دارقطنی اور ابن وقیف العبد غیر ثابت اور علامہ ابن جوزی موضوع کہیں۔ اس کی حقیقت اہل فہم پر واضح ہے علامہ ابن تیمیہ رحمہم اللہ سنہ ۷۲۸ جل جہار میں فرماتے ہیں و حدیث افامدینۃ العلم و علی بابھا اضعف واوہی و لہذا یعد فی الموضوعات و ان رواہ الترمذی و ذکرہ ابن الجوزی و بین ان سائر طرقہ موضوعہ و الکذب یعرف من نص منہ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان مدینۃ العلم و ان لہر لکن لہا الالباب واحد و لہر یبلغ عنہ العلم الا واحد املا السلام و لہذا اتفق المسلمون علی انہ لا یحوز ان یكون المبلغ عنہ العلم واحد بل یجب ان یكون المبلغون اہل التواتر الذین یحصل العلم منہم للغائب و خبر الواحد لا یصند العلم بالقرآن و السنن التواترۃ و اذا قالوا ذلک الواحد المعصوم یحصل العلم منہ خبرہ قیل لہم فلا

27th 1872

12th 1872

For the purpose of the present year  
the following have been elected  
to the office of the  
Board of Directors  
of the  
City of New York

For the purpose of the present year  
the following have been elected  
to the office of the  
Board of Directors  
of the  
City of New York

Pegd. No. L. 2650.

October, 1938.

---

Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahamad Bugwi,  
Editor & Printer and Published by him from the Office of  
"Shams-ul-Islam", Bhera.

---